ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
۷/اپریل ۱۹۹۷ء

اشاعت خصوصی

بسلسلہ

مطالبۂ تکمیل دستور خلافت

الحمدللہ کہ پاکستان میں نظام خلافت کے قیام کی
خشت اول ۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء ہی کو

قرارداد مقاصد

کے حسب ذیل ایمان افروز الفاظ کے ذریعے رکھ دی گئی تھی کہ :

"چونکہ کل کائنات پر حاکمیت کا مالک صرف اللہ ہے جو قادر مطلق ہے، اور پاکستان کے عوام کو جو اختیارات حاصل ہیں وہ ایک مقدس امانت ہیں جو اللہ کی معین کردہ حدود کے اندر اندر ہی استعمال ہو سکتے ہیں ——— اور چونکہ یہ پاکستان کے عوام کا عزم مصمم ہے کہ وہ ایک ایسا نظام قائم کریں جس میں ریاست اپنے اختیارات اور اقتدار کا استعمال عوام کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعے کرے گی، جس میں جمہوریت، آزادی، مساوات، رواداری اور عدل اجتماعی کے ان اصولوں کی پوری پابندی کی جائے گی جو اسلام نے معین کئے ہیں...."

اس لئے کہ ان جامع الفاظ کے ذریعے نہ صرف یہ کہ اللہ کی حاکمیت مطلقہ کے اس دائمی اور اٹل اصول کو جو توحید الٰہی کا لازمی تقاضا ہے، صرف تکوینی ہی نہیں بلکہ تشریعی (Legislative) دائرے میں بھی تسلیم کر لیا گیا ہے، بلکہ خلافت کی اس صورت کو بھی واضح طور پر معین کر دیا ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت و رسالت کے اختتام کا لازمی اور منطقی نتیجہ ہے ——— یعنی "خلافت عوام" جسے حضرت عمرؓ نے "امر المسلمین" کے الفاظ سے تعبیر کیا تھا۔ مزید برآں نظام عدل اجتماعی کے ضمن میں بھی طے کر دیا ہے کہ وہ اسلام کے معین کردہ اصولوں پر مبنی ہو گا۔

لہٰذا اب پاکستان میں اصل مرحلہ
تکمیل دستور خلافت

کا ہے جس کے ضمن میں تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت پاکستان نے ایک عوامی مطالبہ مہم کا آغاز کیا ہے۔
پاکستان میں نظام خلافت کے قیام کے خواہشمند حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اس مہم میں بھرپور حصہ لیں!

قیمت : ۸ روپے

الہدیٰ

سورۃ المائدہ (آیات ۴۴ تا ۵۰)

ترجمانی : حافظ عاکف سعید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہم ہی نے توراۃ نازل کی تھی جس میں ہدایت بھی تھی اور روشنی بھی۔ سارے نبی' جو مسلم تھے' اسی کے مطابق ان یہودیوں کے معاملات کا فیصلہ کرتے تھے' اور اسی طرح ربانی اور احبار بھی (اسی پر فیصلہ کا مدار رکھتے تھے) کیونکہ انہیں کتاب اللہ کی حفاظت کا ذمہ دار بنایا گیا تھا اور وہ اس پر گواہ تھے۔ پس (اے گروہ یہود) تم لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو اور میری آیات کو ذرا ذرا سے معاوضے لے کر بیچنا چھوڑ دو۔

جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔

توراۃ میں ہم نے ان (یہودیوں) یہودیوں پر یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان' آنکھ کے بدلے آنکھ' ناک کے بدلے ناک' کان کے بدلے کان' دانت کے بدلے دانت' اور تمام زخموں کے لئے برابر کا بدلہ۔ پھر جو قصاص کا صدقہ کر دے تو وہ اس کے لئے کفارہ ہے۔

اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔

پھر ہم نے ان پیغمبروں کے بعد مریم کے بیٹے عیسیٰؑ کو بھیجا۔ توراۃ میں سے جو کچھ اس کے سامنے موجود تھا وہ اس کی تصدیق کرنے والا تھا۔ اور ہم نے اس کو انجیل عطا کی جس میں رہنمائی اور روشنی تھی' اور وہ بھی توراۃ میں سے جو کچھ اس وقت موجود تھا اس کی تصدیق کرنے والی تھی اور خدا ترس لوگوں کے لئے سراسر ہدایت اور نصیحت تھی۔ ہمارا حکم تھا کہ اہل انجیل اس قانون کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے اس میں نازل کیا ہے۔

اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی فاسق ہیں۔

پھر اے نبی ﷺ ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب بھیجی جو حق لے کر آئی ہے اور الکتاب میں سے جو کچھ اس کے آگے موجود ہے اس کی تصدیق کرنے والی اور اس کی محافظ و نگہبان ہے۔

لہٰذا تم اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو اور جو حق تمہارے پاس آیا ہے اس سے منہ موڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔

ہم نے تم (انسانوں) میں سے ہر ایک کیلئے ایک شریعت اور ایک راہ عمل مقرر کی۔ اگرچہ تمہارا رب چاہتا تو تم سب کو ایک امت بھی بنا سکتا تھا' لیکن اس نے یہ اس لئے کیا کہ جو کچھ اس نے تم لوگوں کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے۔ لہٰذا بھلائیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔ آخر کار تم سب کو اللہ کی طرف پلٹ کر جانا ہے' پھر وہ تمہیں اصل حقیقت بتا دے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہے ہو۔

پس اے نبیؐ' تم اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق ان لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔

اور ہوشیار رہو کہ یہ لوگ تم کو فتنہ میں ڈال کر اس ہدایت سے ذرہ برابر منحرف نہ کرنے پائیں جو اللہ نے تمہاری طرف نازل کی ہے' پھر اگر یہ اس سے منہ موڑیں تو جان لو کہ اللہ نے ان کے بعض گناہوں کی پاداش میں ان کو مبتلائے مصیبت کرنے کا ارادہ ہی کر لیا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ان لوگوں میں سے اکثر فاسق ہیں۔

(اگر یہ اللہ کے قانون سے منہ موڑتے ہیں) تو کیا پھر یہ لوگ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ حالانکہ جو لوگ اللہ پر یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے (قانون دینے) والا اور کون ہو سکتا ہے؟

(ترجمہ' ماخوذ از تفہیم القرآن)

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریکِ خلافت پاکستان کا نقیب

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور

بانی مدیر : اقتدار احمد مرحوم

جلد ۶ شمارہ ۱۱

یکم تا ۷/ اپریل ۹۷ء

3

مدیر
حافظ عاکف سعید

یکے از مطبوعات
تحریک خلافت پاکستان
۴۔ اے' مزنگ روڈ' لاہور

مقام اشاعت
۳۶۔کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور
فون : ۳۔۵۸۶۹۵۰۱

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع : رشید احمد چودھری
مطبع : مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ لاہور

سالانہ زرتعاون (اندرون پاکستان) ۱۵۸ روپے

زرتعاون برائے بیرون پاکستان
☆ ترکی' اومان' مصر ۱۳/ امریکی ڈالر
☆ سعودی عرب' کویت' بحرین' قطر' عرب امارات' بھارت' بنگلہ دیش' یورپ' جاپان ۲۰ امریکی ڈالر
☆ امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا' نیوزی لینڈ ۲۶ امریکی ڈالر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایڈیٹر کے ڈیسک سے

ندائے خلافت کی زیر نظر اشاعت تنظیم اسلامی کی "مطالبہ تکمیل دستور خلافت" مہم کے ضمن میں ایک "خصوصی اشاعت" کی حیثیت رکھتی ہے۔ چنانچہ اس میں شامل تمام مضامین کا تعلق بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر اسی موضوع کے ساتھ ہے۔

یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ ایک مسلمان ریاست صحیح معنوں میں اسلامی ریاست تبھی کہلا سکتی ہے جب اس کے دستور میں اللہ کی حاکمیت کے اصول کو دستور کے اہم ترین اور بنیادی اصول کے طور پر اس صراحت کے ساتھ طے کر دیا جائے کہ اس ملک میں کسی بھی سطح پر کوئی قانون سازی کتاب و سنت کے منافی نہیں کی جاسکے گی۔ اور دستور کی دیگر تمام دفعات کو پورے طور پر اس کے تابع کر دیا جائے۔ بصورت دیگر اس ملک کو "اسلامی ریاست" کہنا صریحاً غلط ہو گا خواہ اس میں بسنے والے صد فی صد مسلمان ہی کیوں نہ ہوں —— اس اعتبار سے اگر ہم مملکت خداداد پاکستان کی دستور سازی اور اس میں اسلام کی جانب پیش رفت کی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو صورت حال اگر بہت حوصلہ افزا نظر نہیں آتی تو بحمد اللہ زیادہ مایوس کن بھی نہیں ہے۔ یہ ضرور ہے کہ تاحال ہمارا دستور اس اعتبار سے چوں چوں کا مربہ ہے کہ اس میں اگر ایک طرف قرارداد مقاصد شامل ہے جس میں اللہ کی حاکمیت کا واضح اقرار موجود ہے تو دوسری جانب اس کے منافی اور اس سے متصادم دفعات بھی دستور پاکستان میں درج ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ "قرارداد مقاصد" بالکل غیر موثر ہو کر رہ گئی ہے۔ (اس موضوع پر جسٹس تنزیل الرحمٰن صاحب کا ایک چونکا دینے والا مضمون زیر نظر شمارہ میں شامل ہے)۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ قانونی و دستوری سطح پر اسلامی ریاست یا نظام خلافت کے ناگزیر تقاضے کو پورا کرنے کی خاطر دستور میں وہ ضروری ترامیم —— جن کا تفصیلی ذکر زیر نظر شمارے میں موجود ہے —— بلاتاخیر منظور کروائی جائیں تاکہ ریاست کی سطح پر کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کی بالادستی کے عمل کا بالفعل آغاز ہو جائے۔ اس کے لئے اسی طرح کی ایک بھرپور مطالباتی مہم جو نصح و خیر خواہی کی بنیاد پر ہو' از بس ضروری ہے' جیسی قیام پاکستان کے فوراً بعد مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم و مغفور نے اٹھائی اور جس کے نتیجے میں —— علامہ شبیر احمد عثمانی کے بھرپور تعاون سے —— بالآخر "قرارداد مقاصد" منظور ہوئی جو دستور پاکستان میں کلمہ طیبہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ پاکستان میں دستور سازی کی تاریخ اور دستور پاکستان میں اسلامی دفعات کی تدریجی شمولیت کی تفصیلات سے اکثر پڑھے لکھے' اسلام پسند اور دین کے قیام و نفاذ کے خواہشمند حضرات بھی ناواقف ہیں۔ مذکورہ بالا مطالباتی مہم کو بامعنی اور موثر بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اس معاملے کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ پاکستان میں دستور سازی کی تاریخ اور اس سے متعلق دیگر ضروری معلومات کو بھی عام کیا جائے۔ چنانچہ ہم نے اسی خیال سے زیر نظر شمارے میں "قرارداد مقاصد" کے مکمل متن کو دستور پاکستان کے حوالے سے' انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں شائع کیا ہے۔ اسی طرح ملکی دستور کے بائیس بنیادی اصولوں پر پاکستان کے تمام فرقوں اور مسالک کے ۳۱ سربرآوردہ علماء کے متفقہ موقف پر مشتمل ۱۹۵۰ء کی تاریخی دستاویز بھی شامل شمارہ کی گئی ہے جو دینی اعتبار سے ہماری تاریخ کا ایک عظیم لینڈ مارک ہے —— مزید برآں ملکی سطح پر انسداد سود کی اب تک جو کوششیں ہوئی ہیں' جن میں سے اکثر نیم دلانہ تھیں' ان کا ایک مکمل جائزہ بھی زیر نظر شمارے میں شامل ہے۔

مختصراً یہ کہ یہ شمارہ "تکمیل دستور خلافت" کی اس مہم کی ہینڈ بک کی حیثیت رکھتا ہے جس کا آغاز تنظیم اسلامی نے اللہ کی تائید و نصرت کے بھروسے پر کر دیا ہے ؎

دریں دریائے بے پایاں' دریں طوفان موج افزا
دل افگندیم' بسم اللہ مجریہا و مرسہا

جنرل (ر) محمد حسین انصاری

گولڈن جوبلی اور احساسِ ذمہ داری

۱۹۹۷ء پاکستان کی گولڈن جوبلی کا سال ہے۔ امسال ۱۴/ اگست کو وطن عزیز قائم ہوئے پچاس سال مکمل ہو جائیں گے۔ گزشتہ آٹھ ماہ سے گولڈن جوبلی تقریبات شروع ہیں۔ جلسے' مذاکرات' کونشن ہو رہے ہیں۔ تقاریر و تحریرات کا سلسلہ جاری ہے۔ یادداشتیں پھر سے قلمبند ہو رہی ہیں۔ تحریک پاکستان کے جذبے' پروگرام اور لگن کو اجاگر کیا جا رہا ہے۔ قائداعظم اور ان کے معتمد ساتھیوں کا ذکر خیر بھرپور انداز سے ہو رہا ہے۔ یوم جمہوریہ پاکستان ۲۳ مارچ کو مسلح افواج کی پریڈ کے موقع پر اسلامی ممالک کے سربراہان کی موجودگی اور اسی روز اسلامی سربراہی کانفرنس کا غیر معمولی اجلاس گولڈن جوبلی تقریبات کے خصوصی پروگرام کا حصہ تھے۔ ماضی سے منسلک رہنا زندہ قوم کی علامت ہے لیکن اس کا مدعا صرف جشن نہیں بلکہ ماضی کے تجربات کی روشنی میں حال کو سنوارتے ہوئے مستقبل کو درخشندہ بنانا ضروری ہے۔ ہمارے ماضی کی واحد دلربا یاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معجزے کی صورت میں ہماری دعا قبول فرماتے ہوئے ہمیں آزاد اور خود مختار ملک (پاکستان) عطا فرما دیا۔ یہ ایک غیر معمولی احسان تھا کہ دنیا کی تاریخ میں نظریات کی بنا پر کبھی کوئی ملک اس سے پہلے معرض وجود میں نہ آیا تھا۔ ہمیں یہ حقیقت نئی نسل کو اچھی طرح باور کرانی چاہئے۔ نوجوان نسل کو تحریک پاکستان کی اساس دو قومی نظریہ کے بارے میں پوری دیانت سے مطلع کرنا اشد ضروری ہے۔ ہم پہ لازم ہے کہ تحریک پاکستان کے دوران پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ کے روح پرور نعرے کے اثرات و نتائج سے آگاہ کریں۔ ہم انہیں بتائیں کہ ہم اللہ رب العزت کے حضور قیام پاکستان کے لئے دعا کے ساتھ کیا وعدے کیا کرتے تھے۔

پاکستان بنے پچاس سال بیت چکے' نصف صدی گزر گئی۔ کیا قدرت کے عطا کردہ شعور کا تقاضا نہیں کہ ہم سوچیں کہ ہمیں کہاں ہونا تھا اور ہم کہاں کھڑے ہیں۔ ہمیں کیا کرنا تھا اور ہم سے کیا ہو سکا؟ ہماری منزل کیا تھی اور ہم پہنچے کہاں۔ کیا ہم پر اپنے رب کا شکر ادا کرنا لازم نہیں؟ اگر لازم ہے تو پھر شکر تو اللہ تعالیٰ کی احسان مندی اور اطاعت کا نام ہے۔ کیا ہم نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ اگر ہمیں آزاد وطن نصیب ہوا تو ہم اس میں دین اسلام نافذ کریں گے۔ کیا ہم پاکستان کو اسلام کا قلعہ نہیں گردانتے۔ کیا قرارداد مقاصد اپنے رب سے کئے ہمارے وعدوں کی تکمیل کے وجوب کا ثبوت نہیں۔ ہاں' مگر اتنے بلند بانگ دعوؤں اور وعدوں کی تعمیل میں ہم صرف اتنا ہی کر سکے کہ پاکستان کے قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالنے کے لئے ایک لولی لنگڑی فیڈرل شریعت کورٹ قائم کر دی۔ لولی لنگڑی اس لئے کہ دستور پاکستان' عدالتی' عائلی اور مالیاتی قوانین کی جانچ پڑتال ان کے دائرہ اختیار سے نکال دی گئی۔ اور اس پر طرۂ امتیاز یہ کہ جب مالیاتی قوانین پر دس سالہ مدت کی قدغن ختم ہوئی اور شریعت کورٹ نے بینکوں میں رائج سود کو ربا قرار دیتے ہوئے حرام ہونے کا فیصلہ صادر کیا تو حکومت وقت نے اس فیصلے کے خلاف اپیل دائر کر دی جو اب تک عدالتی سرد خانے میں منجمد پڑی ہے۔

آیئے' اپنی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے پہلے قدم کے طور پر قوم کا ہر فرد یہ مطالبہ لے کر اٹھ کھڑا ہو کہ کم از کم دستور پاکستان کو تو مکمل طور پر اسلامی بنا دیا جائے۔ دستور میں جو قانون بھی قرآن و سنت کے عین مطابق نہ ہو اسے قرآن و سنت کے مطابق ڈھال دیا جائے اور دستوری طور پر یہ لازم کر دیا جائے کہ آئندہ کسی سطح پر بھی کوئی قانون قرآن و سنت کے منافی نہیں بنایا جا سکے گا۔ اس کے علاوہ فیڈرل شریعت کورٹ کے دائرہ اختیار سے تمام پابندیاں ہٹا دی جائیں تاکہ انہیں ہر معاملے کی چھان پھٹک کی مکمل آزادی ہو۔ شریعت کورٹ کے جج صاحبان کی ملازمت کی شرائط سپریم کورٹ کے جج صاحبان کے مطابق کر دی جائیں۔ یہ مطالبہ بھی لازم ہے کہ سود کے بارے میں شریعت کورٹ کے فیصلے پر دیانتدارانہ عملدرآمد کا تہیہ کرتے ہوئے اس کے خلاف دائر کردہ اپیل واپس لی جائے۔ تنظیم اسلامی نے ان مطالبات کو حکومت وقت کے سامنے پیش کرنے کی مہم کا آغاز کر دیا ہے۔ ہر پاکستانی مرد و زن کا دینی فریضہ ہے کہ وہ اس پرامن مہم میں شامل ہو کر اپنے رب کے حضور سرخرو ہونے کی سعی کرے۔ OO

دستور اسلامی کے بائیس متفقہ نکات

اور ان پر دستخط کرنے والے اکتیس علماء کرام رحمہم اللہ کے اسمائے گرامی

تازہ خواہی داشتن گر داغ ہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را!!

پاکستان میں

اسلامی ریاست — یا — نظام خلافت

کے قیام کے لئے پہلی پیش رفت ۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو

قرارداد مقاصد

کی منظوری کے ذریعے ہوئی — اور اگلے ہی سال یعنی ۱۹۵۰ء میں

دوسرا عظیم معجزہ

رونما ہو گیا۔ یعنی تمام فرقوں اور مسلکوں کے ۳۱ سربرآوردہ علماء کا

ملکی دستور کے بائیس بنیادی اصولوں پر کامل اتفاق ہو گیا۔

اس کے بعد سے اب تک جو کچھ ہوا وہ ایک تلخ داستان ہے جس کے دہرانے سے کچھ حاصل نہیں — اب حالیہ ملکی انتخابات کے بعد پاکستان کی بانی جماعت مسلم لیگ کو جو نئی زندگی ملی ہے' سب کو مل جل کر کوشش کرنی چاہئے کہ اس سے ع "ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا!!" والی کیفیت پیدا ہو جائے۔

۲۲ نکات کا مکمل متن درج ذیل ہے

۱۔ اصل حاکم تشریعی و تکوینی حیثیت سے اللہ رب العزت ہے۔

۲۔ ملک کا قانون کتاب و سنت پر مبنی ہو گا اور کوئی ایسا قانون نہ بنایا جائے گا نہ کوئی ایسا انتظامی حکم دیا جائے گا جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

۳۔ یہ ملک کسی جغرافیائی' نسلی' لسانی یا کسی اور تصور پر نہیں بلکہ ان اصول و مقاصد پر مبنی ہو گا جن کی اساس اسلام کا پیش کیا ہوا ضابطہ حیات ہے۔

۴۔ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہو گا کہ قرآن و سنت کے بتائے ہوئے معروفات کو قائم کرے' منکرات کو مٹائے اور شعائر اسلامی کے احیاء و اعلاء اور مسلمہ اسلامی فرقوں کو ان کے اپنے مذہب کے مطابق ضروری تعلیم کا انتظام کرے۔

۵۔ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہو گا کہ وہ مسلمانان عالم کے رشتہ اتحاد و اخوت کو قوی سے قوی تر کرے اور ریاست کے مسلم باشندوں کے درمیان عصبیت جاہلیہ کی بنیاد پر نسلی' لسانی' علاقائی یا دیگر مادی امتیازات کے ابھرنے کی راہیں مسدود کر کے ملت اسلامیہ کی وحدت کے تحفظ و استحکام کا انتظام کرے۔

۶۔ مملکت بلاامتیاز مذہب و نسل وغیرہ تمام ایسے لوگوں کی انسانی ضروریات یعنی غذا' لباس' مسکن' معالجہ اور تعلیم کی کفیل ہو گی جو اکتساب رزق کے قابل نہ ہوں یا نہ رہے ہوں' عارضی طور پر بے روزگاری' بیماری یا دوسرے وجوہ سے فی الحال سعی اکتساب پر قادر نہ ہوں۔

۷۔ باشندگان ملک کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو شریعت اسلامیہ نے ان کو عطا کئے ہیں۔ یعنی حدود قانون کے اندر تحفظ جان و مال و آبرو' آزادی مذہب و مسلک' آزادی عبادت' آزادی ذات' آزادی اظہار رائے' آزادی نقل و حرکت' آزادی اجتماع' آزادی اکتساب رزق' ترقی کے مواقع میں یکسانی اور رفاہی اداروں سے استفادے کا حق۔

۸۔ مذکورہ بالا حقوق میں سے کسی شہری کا کوئی حق اسلامی قانون کے سند جواز کے بغیر کسی وقت سلب نہ کیا جائے گا اور کسی جرم کے الزام میں کسی کو بغیر فراہمی موقع صفائی و فیصلہ عدالت کوئی سزا نہ دی جائے گی۔

۹۔ مسلمہ اسلامی فرقوں کو حدود قانون کے اندر پوری مذہبی آزادی حاصل ہو گی۔ انہیں اپنے پیروؤں کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے کا حق حاصل ہو گا۔ ان کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مذہب کے مطابق ہوں گے اور ایسا انتظام کرنا مناسب ہو گا کہ ان ہی کے قاضی یہ فیصلے کریں۔

۱۰۔ غیر مسلم باشندگان مملکت کو حدود قانون کے اندر مذہب و عبادت، تہذیب و ثقافت اور مذہبی تعلیم کی پوری آزادی ہوگی اور انہیں اپنے شخصی معاملات کے فیصلے اپنے مذہبی قانون یا رسم و رواج کے مطابق کرانے کا حق حاصل ہوگا۔

۱۱۔ غیر مسلم باشندگان مملکت سے حدود شرعیہ کے اندر جو معاہدات کئے گئے ہوں ان کی پابندی لازمی ہوگی اور جن حقوق شہری کا ذکر دفعہ نمبر ۷ میں کیا گیا ان میں غیر مسلم باشندگان ملک اور مسلم باشندگان ملک برابر کے شریک ہوں گے۔

۱۲۔ رئیس مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے جس کے تدین، صلاحیت اور اصابت رائے پر جمہور یا ان کے منتخب نمائندوں کو اعتماد ہو۔

۱۳۔ رئیس مملکت ہی نظم مملکت کا اصل ذمہ دار ہوگا البتہ وہ اپنے اختیارات کا کوئی جزو کسی فرد یا کسی جماعت کو تفویض کر سکتا ہے۔

۱۴۔ رئیس مملکت کی حکومت مستبدانہ نہیں بلکہ شورائی ہوگی، یعنی وہ ارکان حکومت اور منتخب نمائندگان جمہور سے مشورہ لے کر اپنے فرائض انجام دے گا۔

۱۵۔ رئیس مملکت کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ دستور کو کلاً یا جزواً معطل کر کے شوریٰ کے بغیر حکومت کرنے لگے۔

۱۶۔ جو جماعت رئیس مملکت کے انتخاب کی مجاز ہوگی وہی کثرت رائے سے اسے معزول کرنے کی بھی مجاز ہوگی۔

۱۷۔ رئیس مملکت شہری حقوق میں عامۃ المسلمین کے برابر ہوگا اور قانون مواخذہ سے بالاتر نہ ہوگا۔

۱۸۔ ارکان و عمال حکومت اور شہری کے لئے ایک ہی قانون و ضابطہ ہوگا۔ اور دونوں پر عام عدالتیں ہی اس کو نافذ کریں گی۔

۱۹۔ محکمہ عدلیہ، محکمہ انتظامیہ سے علیحدہ اور آزاد ہوگا تا کہ عدلیہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں انتظامیہ سے اثر پذیر نہ ہو۔

۲۰۔ ایسے افکار و نظریات کی تبلیغ و اشاعت ممنوع ہوگی جو مملکت اسلامی کے اساسی اصول و مبادی کے انہدام کا باعث ہوں۔

۲۱۔ ملک کے مختلف ولایات و اقطاع مملکت واحدہ کے اجزاء انتظامی متصور ہوں گے۔ ان کی حیثیت نسلی، لسانی یا قبائلی واحدہ جات کی نہیں بلکہ انتظامی علاقوں کی ہوگی، جنہیں انتظامی سہولتوں کے پیش نظر مرکزی سیادت کے تابع انتظامی اختیارات سپرد کرنا جائز ہوگا، مگر انہیں مرکز سے علیحدگی کا حق حاصل نہ ہوگا۔

۲۲۔ دستور کی کوئی ایسی تعبیر معتبر نہ ہوگی جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

اس بائیس نکاتی دستاویز کو اتفاق رائے سے تیار کرنے والے علماء کرام جو مختلف فقہی مکاتب سے تعلق رکھتے ہیں کے اسمائے گرامی

۱۔ مولانا سید سلیمان ندوی	۲۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی
۳۔ مولانا بدر عالم	۴۔ مولانا احتشام الحق تھانوی
۵۔ مولانا شمس الحق افغانی	۶۔ مولانا عبدالحامد بدایونی
۷۔ مولانا مفتی محمد شفیع	۸۔ مولانا محمد ادریس کاندھلوی
۹۔ مولانا خیر محمد	۱۰۔ مولانا مفتی محمد حسن
۱۱۔ پیر محمد امین الحسنات	۱۲۔ مولانا محمد یوسف بنوری
۱۳۔ حاجی محمد امین	۱۴۔ مولانا عبدالصمد سربازی
۱۵۔ مولانا اطہر علی	۱۶۔ مولانا حبیب الرحمن
۱۷۔ علامہ راغب احسن	۱۸۔ پیر ابو جعفر محمد صالح
۱۹۔ مولانا محمد علی جالندھری	۲۰۔ علامہ داؤد غزنوی
۲۱۔ علامہ جعفر حسین مجتہد	۲۲۔ علامہ کفایت حسین مجتہد
۲۳۔ مولانا محمد اسماعیل	۲۴۔ مولانا حبیب اللہ
۲۵۔ مولانا احمد علی	۲۶۔ مولانا محمد صادق
۲۷۔ مولانا عبدالخالق	۲۸۔ مولانا شمس الحق فرید پوری
۲۹۔ مولانا مفتی صاحب داد	۳۰۔ مولانا ظفر احمد انصاری
۳۱۔ پیر ہاشم جان سرہندی	

شادی کی تقریبات میں دعوت طعام

کے ضمن میں ہمارا موقف

۱) نکاح اور ولیمہ کے سوا تمام تقریبات پر مکمل پابندی نہایت مستحسن اقدام ہے! اسی طرح آتشبازی اور آرائشی روشنیوں پر پابندی بھی نہایت مناسب ہے۔

۲) مجالس نکاح کے ضمن میں حدیث نبوی ؐ: اعلنوا ھذا النکاح واجعلوہ فی المساجد" (ترمذی) کے مطابق لازم کر دیا جائے کہ وہ مسجدوں ہی میں منعقد ہوں ——— اور اس موقع پر سوائے چھوہاروں یا مزید کسی خشک شیرینی کے اور کچھ پیش نہ کیا جائے (تاکہ مسجدوں کے فرش صاف رہیں!)

۳) البتہ ولیمہ کی دعوت کو سنت موکدہ کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کے ضمن میں بہتر یہ ہے کہ صرف یہ پابندی لگادی جائے کہ صرف ایک کھانا پیش کیا جائے اور اس سلسلے میں مختلف کھانوں اور ان کے ساتھ اضافی (شیرینی، چٹنی، رائتہ وغیرہ) کی صراحت کے ساتھ چند "MENUS" ہوٹلوں اور شادی گھروں کی جانب سے معین ہوں جن پر کسی بھی اضافے پر بھاری جرمانے عائد کئے جائیں! اور اگر دعوت ولیمہ گھروں پر یا گلوں وغیرہ میں ہوں تب بھی اس کی سختی کے ساتھ پابندی کرائی جائے۔

پاکستان میں دستور سازی کی تاریخ

اور اس میں اسلامی دفعات کی تدریجی شمولیت کے پس منظر میں

"تکمیل دستور اسلامی" یعنی "قیام نظام خلافت" کے لئے

ناگزیر دستوری ترامیم

اور ــــــ اللہ اور رسولؐ کے خلاف جنگ کے خاتمے کا مطالبہ

یوں تو پاکستان میں دستور سازی کی نصف صدی پر پھیلی ہوئی تاریخ ویسے بھی قابل رشک نہیں ہے' لیکن دستور پاکستان میں اسلامی ریاست یا نظام خلافت کے تقاضوں کو پورا کرانے کا عمل تو تاحال اصولی اعتبار سے بھی بہت تشنہ ہے اور عملی اعتبار سے تو بالکل ہی غیر موثر ہے۔ بہرکیف پاکستان میں دستور سازی کی تاریخ کو اگر اجمالاً بیان کیا جائے تو حسب ذیل صورت سامنے آتی ہے۔

○ ۱۲ / مارچ ۴۹ء کو "قرارداد مقاصد" کی منظوری نے یقیناً اس ملک کی ایک منزل بھی معین کر دی تھی اور اسلامی دستور کا ایک بنیادی تقاضا حاکمیت الٰہی کا اقرار و اعتراف بھی پورا کر دیا تھا۔

○ لیکن پھر ۵۰ء میں جو پہلی بی پی سی رپورٹ جناب لیاقت علی خان نے پیش کی تھی اس میں تو سرے سے دینی و مذہبی اعتبار سے کوئی پیش رفت تھی ہی نہیں'

○ البتہ بعد ازاں ۵۲ء میں جو دوسری رپورٹ خواجہ ناظم الدین نے پیش کی اس میں مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے ساتھ علماء بورڈز قائم کرنے کی تجویز شامل تھی۔

○ پھر جب یہ دونوں رپورٹیں اصلاً اس لئے مسترد ہو گئیں کہ ان میں مشرقی اور مغربی پاکستان کے مابین توازن کا کوئی متفق علیہ فارمولا سامنے نہیں آ سکا تھا تو ۵۳ء میں محمد علی بوگرا نے نیا فارمولا پیش کیا جس پر خاصا اتفاق رائے تھا۔ اس میں علماء بورڈز کی بجائے اس امر کا فیصلہ کہ کوئی قانون کتاب و سنت کے منافی ہے یا نہیں سپریم کورٹ کے حوالے کرنا تجویز کیا گیا تھا۔

○ لیکن ابھی اس پر عمل درآمد شروع بھی نہیں ہوا تھا کہ ۵۴ء کے صوبائی انتخابات کے نتائج کی صورت میں مشرقی پاکستان میں انقلاب آ گیا۔ چنانچہ وہاں پاکستان کی بانی جماعت مسلم لیگ کی سیاسی موت واقع ہو گئی اور وہ ۳۱۰ کے ایوان میں بمشکل ۱۰ سیٹیں حاصل کر سکی۔ ادھر مغربی پاکستان میں بھی حالات دگرگوں تھے۔ چنانچہ اس افراتفری سے فائدہ اٹھا کر گورنر جنرل غلام محمد نے ۲۴ / اکتوبر ۵۴ء کو آئین ساز اسمبلی ہی کو برخواست کر دیا اور اس طرح اب تک کا کیا دھرا صفر ہو گیا۔

○ اس کے بعد خدا خدا کر کے ۵۶ء میں چودھری محمد علی کی مساعی سے دستور بنا جس میں کچھ اسلامی دفعات بھی شامل کی گئیں اور ساتھ ہی شریعت کے مطابق قانون سازی میں رہنمائی فراہم کرنے کے لئے ایک کونسل فار اسلامک آئیڈیالوجی کا قیام عمل میں آیا۔

○ لیکن ابھی اس کے تحت عام انتخابات کا مرحلہ طے ہونا باقی ہی تھا کہ ۵۸ء میں مارشل لاء لگا دیا گیا۔ اور دستور کا معاملہ پھر SQUARE ONE میں آ گیا۔

○ پھر جنرل ایوب خان نے چیف جسٹس (ر) شہاب الدین کی سربراہی میں آئینی کمیشن کے ذریعے نیا صدارتی طرز کا دستور بنوایا جسے یکم مارچ ۶۲ء کو نافذ کیا گیا۔ اور اب "C.I.I." کے "شانہ بشانہ" ادارۂ تحقیقات اسلامی بھی ڈاکٹر فضل الرحمٰن کی سربراہی میں قائم کیا گیا۔ لیکن اپنی دس گیارہ سالہ حکومت کے دوران جنرل ایوب خان نے شریعت اسلامی کے نفاذ کی سمت کوئی پیش قدمی کرنے کی بجائے الٹی زقند لگائی اور نئے عائلی قوانین نافذ کئے جن کی متعدد دفعات کو شیعہ اور سنی' دیو بندی اور بریلوی' اہل حدیث اور جماعت اسلامی سب کی چوٹی کی قیادت نے غیر اسلامی قرار دیا۔

○ بہرحال ۶۹۔۶۸ء کے ہنگاموں کے بعد وہ رخصت ہوئے تو حکومت اپنے ہی بنائے ہوئے دستور کے مطابق سپیکر نیشنل اسمبلی جناب عبدالجبار خان کے حوالے کرنے کی بجائے جنرل یحیٰی خان کے حوالے کر دی جن کے زیر انتظام ۷۰ء کے الیکشن ہوئے جن کے نتیجے میں ملک دولخت ہو گیا

○ اس کے بعد' یہ تسلیم کیا جانا چاہئے کہ' یہ کارنامہ ذوالفقار علی بھٹو نے سرانجام دیا کہ ۷۳ء میں ایک متفق علیہ دستور بنوا لیا جس کے حق میں ۱۲۸ کے ایوان میں سے ۱۲۵ نے رائے دی۔ اس دستور میں اسلامی اعتبار سے بھی بعض پہلوؤں سے کچھ پیش رفت ہوئی' یعنی (i) پاکستان کو اسلامی جمہوریہ قرار دیا گیا۔ (ii) دفعہ نمبر ۲ کی رو سے اسلام کو پاکستان کا سرکاری مذہب قرار دیا گیا (iii) صدر اور وزیر اعظم دونوں بلند ترین عہدوں کے لئے مسلمان ہونے

کی شرط عائد کی گئی۔ (iv) کتاب و سنت کے مطابق قانون سازی کو کم از کم منزل مقصود ضرور قرار دے دیا گیا۔

○ لیکن صرف چار سال بعد ہی، جبکہ ابھی مزید کوئی بھی پیش رفت عملاً نہیں ہو سکی تھی مارچ ۷۷ء کے انتخابات میں دھاندلی کے خلاف PNA کی ایجی ٹیشن ہوئی اور ملک تیسرے مارشل لاء کی گود میں چلا گیا۔ جس سے آئینی اعتبار سے رستگاری ۸۵ء میں ۷۳ء کی آئین کی بعض ترامیم کے ساتھ بحالی کے ذریعے ہوئی۔

○ البتہ اپنے دور اقتدار میں جنرل ضیاء الحق نے آئینی سطح پر اسلام کی ترویج اور شریعت اسلامی کی تنفیذ کی جانب دو مزید قدم اٹھائے۔ یعنی (i) یہ کہ قرارداد مقاصد کو دیباچہ کے علاوہ دستور کی دفعہ ۲۔ الف کی رو سے دستور کا جزو لاینفک بنا دیا (ii) ابتداء عدالت ہائے عالیہ میں شریعت بنچ بنوائے —— اور بعد ازاں ایک فیڈرل شریعت کورٹ قائم کر دی جس کے ذمہ یہ کام سپرد ہوا کہ وہ کسی بھی، پہلے سے موجود، یا زیر تجویز یا نئے منظور شدہ، قانون کا از خود یا کسی حکومتی ادارے یا پاکستان کے شہری کی درخواست پر جائزہ لے کر کہ آیا یہ کتاب و سنت کے منافی ہے یا نہیں فیصلہ صادر کر سکتی ہے!

اس عدالت کے ضمن میں جہاں اس اعتبار سے بڑی واضح اور فیصلہ کن عملی پیش رفت موجود تھی کہ اگر وہ کسی بھی قانون کو جزوی یا کلی طور پر کتاب و سنت کے منافی قرار دے تو وہ ایک مہلت معین کر دے گی کہ اس کی جگہ متعلقہ قانون ساز ادارہ متبادل قانون سازی کر لے، اسلئے کہ اس مہلت کے خاتمے پر وہ قانون کالعدم ہو جائے گا۔ تاہم اس عدالت کے حدود کار سے چار امور مستثنیٰ کر دیئے گئے : (i) دستور پاکستان (ii) عدالتی قواعد و قوانین (iii) مسلم فیملی لاز اور (iv) مالی قوانین — اور اس طرح یہ عدالت بہت حد تک غیر موثر ہو کر رہ گئی۔ (ان چار امور میں سے آخری یعنی مالیاتی امور کا معاملہ صراحت کے ساتھ ایک معین مدت کیلئے تھا جس کے پورے ہونے پر عدالت کے ہاتھ کھل گئے۔ چنانچہ اس نے "بینک انٹرسٹ" کے "ربا" ہونے کا فیصلہ صادر کر دیا۔ جس کے خلاف اس وقت کی حکومت نے سپریم کورٹ کے اپیلیٹ بنچ میں اپیل دائر کر دی اور اس طرح اسے سرد خانے میں ڈال دیا گیا!)

بہرحال اب جبکہ لگ بھگ نصف صدی کے بعد حالیہ ملکی انتخابات کے نتائج کی صورت میں پاکستان کی بانی جماعت مسلم لیگ کا احیاء جناب محمد نواز شریف کی قیادت میں ہو گیا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ نے پاکستان کے دونوں بلند ترین ایوانوں میں وہ دو تہائی اکثریت بھی عطا کر دی ہے جس کے ذریعے دستور میں ترمیم کرنا بہت آسان ہو گیا ہے۔

ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ :

۱) پورے دستور میں جہاں بھی کوئی شے دستور کی دفعہ ۲۔ الف (قرارداد مقاصد) کے منافی ہے اسے یا خارج کر دیا جائے یا صراحتاً قرارداد مقاصد کے تابع کیا جائے۔

۲) دفعہ ۲ ہی میں شق (ب) کا اضافہ کیا جائے کہ : "پاکستان میں وفاقی، صوبائی، ضلعی کسی بھی سطح پر کوئی قانون سازی کلی یا جزوی طور پر کتاب و سنت کے منافی نہیں کی جا سکے گی"۔

۳) دستور کی دفعہ ۲۰۳ (ب) کی ذیلی شق (ج) کے ذریعے فیڈرل شریعت کورٹ کے دائرہ کار سے جو استثناء دستور پاکستان، مسلم پرسنل لاء اور جوڈیشل لاز کو دیا گیا ہے اسے ختم کیا جائے۔

۴) وفاقی شرعی عدالت کے ججوں کی شرائط ملازمت کو ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے ججوں کی طرح مستحکم بنایا جائے تاکہ وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں ہر قسم کے دباؤ سے مکمل طور پر آزاد ہوں!

مزید برآں

فیڈرل شریعت کورٹ نے جو فیصلہ بینک انٹرسٹ کے "ربا" اور اس کے نتیجے کے طور پر حرام مطلق ہونے کے ضمن میں دیا تھا اس کے مطابق ایک سال کے اندر اندر پاکستان کی معیشت کو سود کی لعنت سے پاک کر کے اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف جنگ بند کر دی جائے۔

بصورت دیگر اندیشہ ہے کہ :

قیام پاکستان کے بعد ۲۵ برس بعد تو ملک دولخت ہو گیا تھا، اب مزید ۲۵ برس کی تکمیل پر "خدانخواستہ" ملک "نسیا منسیا" اور قوم "مغضوب علیہم" کی مصداق نہ بن جائے!

ع "حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں!"

ماہ مئی میں مبتدی و ملتزم تربیت گاہوں

کا نظام الاوقات

تنظیم اسلامی شعبہ تربیت کے زیر اہتمام ۱۰ تا ۱۷ مارچ ۹۷ء مبتدی اور ملتزم تربیت گاہیں راولپنڈی میں منعقد ہوں گی۔ دیگر معلومات اور تفصیلات کے لئے ناظم حلقہ پنجاب شمالی جناب شمس الحق اعوان سے رابطہ کریں۔

☆ ☆ ☆

رفقاء تنظیم نوٹ فرمالیں

ملتزم رفقاء کا تربیتی و مشاورتی اجتماع

۲۱ تا ۲۴ اپریل قرآن آڈیٹوریم لاہور

میں منعقد ہوگا۔ ان شاء اللہ

اس اجتماع میں تمام ملتزم رفقاء کی شرکت لازمی ہے۔

دستور پاکستان کی دفعہ ۲ الف

قرار داد مقاصد کی عملی حیثیت

جسٹس (ر) تنزیل الرحمٰن کی ایک چشم کشا تحریر

(ماخوذ از "نوائے وقت" لاہور ۔ ۲۵ جولائی ۹۶ء)

آرٹیکل ۲ الف کے بارے میں ملک کی مختلف عدالت ہائے عالیہ نے اظہار خیال کیا۔ چنانچہ :

○ ۱۹۸۷ء اور ۱۹۹۱ء کے دوران عدالت عالیہ سندھ نے اپنے متعدد فیصلوں کی رو سے یہ قرار دیا کہ وہ قانون جو آرٹیکل ۲ الف کے تحت قرارداد مقاصد میں بیان کردہ اصولوں اور ضابطوں کے خلاف ہے کالعدم ہے۔

○ جبکہ عدالت عالیہ سندھ ہی کے چند دیگر فیصلوں میں زور دیا گیا کہ آرٹیکل ۲ الف قوت نافذہ سے محروم ہے اور یہ از خود متحرک نہیں ہے' چنانچہ اس کی بنیاد پر دستور یا قانون کی کوئی دفعہ آرٹیکل ۲ الف سے متصادم ہونے کے باوجود کالعدم قرار نہیں دی جاسکتی۔

○ سپریم کورٹ میں متعدد مقدمات میں آرٹیکل ۲ الف کو بطور دلیل پیش کیا گیا لیکن فاضل عدالت نے مقدمہ کو کسی دوسرے نکتہ پر نمٹایا اور آرٹیکل ۲ الف کے بارے میں "عقل و دانش" کے مزید اکٹھا ہونے کا انتظار مناسب سمجھا۔

○ خود عدالت عظمٰی کے اپنے الفاظ میں "اتفاق وقت" سے ایک مقدمہ سپریم کورٹ کے روبرو ایسا پیش ہوا کہ جس میں براہ راست آرٹیکل ۲ الف کے اثر قانونی کا سوال درپیش تھا وہ یہ کہ لاہور ہائی کورٹ کے ایک اجلاس کاملہ نے مقدمہ سکینہ بیگم بنام فیڈریشن آف پاکستان (پی ایل ڈی ۱۹۹۲ء لاہور ۹۹) سندھ ہائی کورٹ کے بعض فیصلوں کی روشنی میں یہ قرار دیا کہ دستور کی آرٹیکل ۴۵ جو صدر مملکت کو اختیار دیتی ہے کہ وہ کسی بھی مجرم کی کسی بھی سزا کو معاف کر سکتا ہے یا کمی کر سکتا ہے' آرٹیکل ۲ الف کے خلاف ہے۔ اس لئے آرٹیکل ۴۵ غیر موثر ہے۔ چنانچہ صدر سزا میں کمی یا معاف نہیں کر سکتا جبکہ جرم قابل حد یا قصاص بھی ہو' مثلاً قتل کے مقدمہ میں جس میں قصاص کے طور پر سزا دی گئی ہو اس میں صدر کو معاف کرنے یا سزائے موت کو سزائے حبس دوام میں تبدیل کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ قارئین کو یاد ہو گا کہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے اپنی وزارت عظمٰی کے دور میں ۹۰۔۱۹۸۸ء میں (دور اول) تقریباً ۱۷ سو مجرموں کی سزاؤں میں رد و بدل کیا تھا اور اپنی سفارش کے ساتھ معاملات صدر مملکت کی خدمت میں پیش کئے تھے۔ چنانچہ صدر نے ایک فرمان کے ذریعہ ان سفارشات کو قانونی شکل دی تھی۔

○ سکینہ بیگم کے مقدمہ میں دیئے گئے فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی گئی۔ چنانچہ عدالت عظمٰی نے عدالت عالیہ لاہور کا فیصلہ منسوخ کرتے ہوئے قرار دیا کہ عدالت آرٹیکل ۲ الف کی بنیاد پر دستور کی کسی دفعہ کو منسوخ نہیں کر سکتی یہ کام مقننہ کا ہے۔ اگر وہ دستور کی دفعہ ۴۵ کو آرٹیکل ۲ الف سے متصادم پائے تو متعلقہ دفعہ میں ترمیم یا تنسیخ کے عمل سے اس تناقص کو دور کر سکتی ہے۔ (پی ایل ڈی ۱۹۹۲ء سپریم کورٹ' ص ۵۹۵)

فاضل عدالت نے اپنے اس فیصلہ کی تائید میں مختلف دلائل کا سہارا لیا ہے لیکن خاص بات یہ ہے کہ عدالت عظمٰی نے اس امر کا جائزہ لینے سے گریز کیا کہ آیا دستور کی دفعہ ۴۵ آرٹیکل ۲ الف سے متصادم ہے یا نہیں؟ جسٹس ہولان اسٹون نے سچ ہی کہا تھا کہ عدالتی اختیار کے استعمال میں صرف ایک ہی رکاوٹ ہوتی ہے اور وہ ہے "جج صاحبان کا اپنا ذاتی گریز اور اجتناب"

خبر نہیں کن مصلحتوں کے سایہ میں سپریم کورٹ نے ایسا کرنا مناسب خیال کیا۔ شاید اس لئے کہ دونوں دفعات کے باہمی تصادم کا جائزہ لینے پر تصادم واضح ہونے کی صورت میں دونوں دفعات کی بیک وقت دستور میں موجودگی مشکلات کا باعث ہوتی جیسا کہ سپریم کورٹ نے اپنے اس فیصلہ میں خود لکھا ہے کہ اگر آرٹیکل ۲ الف کو موثر قرار دے دیا جائے یعنی دستور کو قرآن و سنت کی کسوٹی پر پرکھا جائے تو کم و بیش پورا دستور چیلنج ہو جائے گا اور تمام دستور کو از سر نو مرتب کرنا پڑے گا۔ واضح رہے کہ وفاقی شرعی عدالت کو دستور کے ازروئے صدارتی فرمان نمبر ۱ بابت ۱۹۸۰ء' قرآن و سنت کی روشنی میں جائزہ لینے سے روز اول سے باز رکھا گیا۔

○ اور اب سپریم کورٹ نے حاکم خاں بنام مقدمہ فیڈریشن (پی ایل ڈی ۱۹۹۲ء سپریم کورٹ ۹۵ء کی "اسلامائزیشن" بذریعہ عدالت سے دستبردار ہونے کا اعلان کر دیا ہے حالانکہ اس سے

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

> جسٹس ہولان اسٹون نے سچ ہی کہا تھا کہ عدالتی اختیار کے استعمال میں صرف ایک ہی رکاوٹ ہوتی ہے اور وہ ہے "جج صاحبان کا اپنا ذاتی گریز اور اجتناب"

تنظیم اسلامی کی "مطالبہ تکمیل دستور خلافت" مہم

مہم کو متعارف کرانے کے لئے خلافت واک منعقد ہوئی

جس کی قیادت امیر تنظیم اسلامی نے وھیل چیئر پر بیٹھ کر کی

لاہور (پ ر) تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت پاکستان کے زیر اہتمام مسجد شہداء مال روڈ سے فیصل چوک پنجاب اسمبلی تک خلافت واک منعقد ہوئی جس کی قیادت امیر تنظیم اسلامی وداعی تحریک خلافت ڈاکٹر اسرار احمد نے کی۔ تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت کے رہنما جنرل (ر) محمد حسین انصاری اور ناظم اعلیٰ ڈاکٹر عبدالخالق سینکڑوں مظاہرین کے ساتھ واک میں شریک تھے۔ واک کے آغاز میں مسجد شہداء کے باہر امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ دو تہائی اکثریت کے حامل وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف دستور سے تمام غیر اسلامی دفعات کو خارج کر کے ہر سطح پر شریعت کی بالادستی نافذ کر کے ملک کو اسلامی ریاست بنا دیں۔ انہوں نے کہا شرعی عدالت کے دائرہ اختیار پر دستور سمیت عدالتی قوانین اور عائلی معاملات کو باہر رکھنا کفر کے مترادف ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ شرعی عدالت پر عائد تمام پابندیاں ختم کر کے اس کے ججوں کا مرتبہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے ججوں کے مساوی کیا جائے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا دینی جماعتیں جمعہ کی چھٹی اور دعوت ولیمہ جیسے فروعی معاملات کی بجائے دستور کو اسلامی بنانے کی جدوجہد کریں اور عوام کے ذریعے دباؤ ڈالا جائے تاکہ نواز شریف امریکہ اور آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کا مقابلہ کرتے ہوئے عوامی مطالبے کو عملی جامہ پہنا سکیں۔ شرعی عدالت کے سود سے متعلق فیصلے کے خلاف اپیل واپس لے کر اقتصادی نظام کو ایک سال کے عرصے میں اسلامی خطوط پر استوار کریں۔ یوں پاکستان ریاستی سطح پر مثالی اسلامی فلاحی ریاست بن جائے گا۔

خلافت واک میں تقسیم کئے گئے ہینڈ بل کا مکمل متن

ہم پاکستان مسلم لیگ کے صدر جناب میاں محمد نواز شریف صاحب کو مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ ان کی کوششوں اور قربانیوں سے مسلم لیگ کو نئی زندگی ملی اور تحریک پاکستان کا سا جذبہ ایک بار پھر تازہ ہو گیا۔ ہم ملک و قوم کی اصلاح اور معاشی و اقتصادی بدحالی کے خاتمے کے ضمن میں وزیر اعظم پاکستان کے نیک جذبات کی بھی تہہ دل سے قدر کرتے ہیں۔ تاہم یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ وطن عزیز کی بقا اور اس کے استحکام کا راز یہاں شریعت اسلامی کے صحیح معنوں میں نفاذ اور نظام خلافت کے قیام ہی میں پوشیدہ ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ خلافت کا قیام اور شریعت کا نفاذ ہی دراصل ملک کے استحکام اور خوشحالی کا ضامن بنے گا۔ مزید برآں پاکستان اور اسلام کے دشمنوں کے مقابلے میں اللہ کی نصرت کے حصول کا یقینی ذریعہ بھی یہی ہے کہ ہم یہاں دین حق کے قیام و نفاذ کے لئے بھرپور طور پر سرگرم عمل ہو جائیں اور اس راہ کی ہر رکاوٹ کو ایمان و یقین اور عزم و ارادہ کی قوت سے دور کر دیں۔ اللہ کا یہ پختہ وعدہ ہے کہ اگر ہم خلوص و اخلاص کے ساتھ اس کی یعنی اس کے دین کی نصرت کریں گے تو وہ لازماً ہماری مدد کرے گا (سورۃ محمد : آیت ۷) اور ظاہر بات ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کا مددگار، پشت پناہ اور سہارا بن جائے اسے کسی اور سہارے کی ضرورت نہیں ؂

کیا ڈر ہے اگر ساری خدائی ہے مخالف
کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے!

ہمارا حکومت وقت بالخصوص نواز شریف صاحب سے مطالبہ ہے کہ آپ اللہ کی مدد اور اس کی تائید کے بھروسے پر پاکستان میں نظام خلافت اور شریعت اسلامی کے حقیقی نفاذ کے لئے بلاتاخیر درج ذیل اقدامات کا اعلان کیجئے اور ان پر عملدرآمد کو یقینی بنائیے۔ اس لئے کہ آپ کو اسمبلی میں اتنی عظیم اکثریت حاصل ہے کہ آپ اس سلسلے میں دستور پاکستان میں ضروری ترامیم آسانی سے منظور کروا سکتے ہیں۔ یہ اللہ کا عطا کردہ سنہری موقع ہے جس سے فائدہ نہ اٹھانا اپنے پاؤں پر کلہاڑی چلانے کے مترادف ہو گا۔

☆ اس ضمن میں دستور میں حسب ذیل تبدیلیاں لازمی ہوں گی :

۱) دستور کی دفعہ ۲ میں شق (ب) کا اضافہ کیا جائے کہ : "پاکستان میں وفاقی، صوبائی، ضلعی کسی بھی سطح پر کوئی قانون سازی کلی یا جزوی طور پر کتاب و سنت کے منافی نہیں کی جا سکے گی"۔

۲) پورے دستور میں جہاں بھی کوئی شے دستور کی دفعہ ۲۔ الف (قرارداد مقاصد) کے منافی ہے یا خارج کیا جائے یا اسے بالوضاحت قرارداد مقاصد کے تابع کیا جائے۔

۳) دستور کی دفعہ ۲۰۳ (ب) کی ذیلی شق (ج) کے ذریعے فیڈرل شریعت کورٹ کے دائرہ کار سے جو استثناء دستور پاکستان، مسلم پرسنل لاء اور جوڈیشل لاز کو دیا گیا ہے اسے ختم کیا جائے۔

۴) وفاقی شرعی عدالت کے ججوں کی شرائط ملازمت کو ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے ججوں کی طرح مستحکم بنایا جائے تاکہ وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں ہر قسم کے دباؤ سے

مکمل طور پر آزاد ہوں!

☆ مزید برآں فیڈرل شریعت کورٹ نے جو فیصلہ بینک انٹرسٹ کے "ربا" اور اس کے نتیجے کے طور پر حرام مطلق ہونے کے ضمن میں دیا تھا اس کے خلاف اپیل واپس لی جائے اور ایک سال کے اندر اندر پاکستان کی معیشت کو سود کی لعنت سے پاک کر کے اللہ اور رسول ؐ کے خلاف جنگ بند کر دی جائے۔ تاکہ اللہ کی نصرت و رحمت ملک اور ملت کے شامل حال ہو سکے!

جناب وزیر اعظم! اگرچہ ہمیں معلوم ہے کہ نہ صرف یہ کہ پاکستان میں موجود بعض طبقات جن میں مفاد پرست عناصر بھی شامل ہیں اور بعض لادینی نظریات کے حامل لوگ بھی اس راہ میں روڑے اٹکائیں گے بلکہ بیرونی طور پر عالمی مالیاتی اداروں اور نیو ورلڈ آرڈر کی جانب سے بھی آپ پر شدید دباؤ ڈالا جائے گا۔ لیکن ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ اگر آپ نے اللہ اور اس کے رسول ؐ اور اس کے دین سے وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے ہمت و جرات کے ساتھ یہ قدم اٹھایا تو نہ صرف یہ کہ اللہ کی نصرت و تائید ہر طرح سے آپ کو حاصل ہو گی بلکہ ملک کے تمام دینی و مذہبی عناصر آپ کی بھرپور تائید کریں گے اور پاکستان کا ہر باشعور مسلمان اس کام میں آپ کا دست و بازو بننے میں فخر محسوس کرے گا۔ اور روز قیامت بھی آپ ان شاء اللہ سرخرو ہوں گے اور آپ کا شمار امت محمد ؐ کے ان افراد میں ہو گا جن سے اللہ بھی راضی ہو گا اور جن پر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم بھی بجا طور پر فخر کریں گے۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

☆ ☆ ☆

عزیزان وطن! ہم نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کو دستوری سطح پر ایک مثالی اسلامی ریاست بنانے کے جذبے کے تحت اپنی بساط کے مطابق اللہ کی تائید و نصرت کے بھروسے پر ایک مطالباتی مہم کا آغاز کیا ہے۔ ہماری اس مہم کا عنوان ہے:

"مطالبہ تکمیل دستور اسلامی"

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میاں نواز شریف اور ان کی حکومت کو یہ مبارک قدم اٹھانے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ ہم نے اس مطالباتی مہم کو موثر بنانے کے لئے ایسے پوسٹ کارڈ تیار کئے ہیں جن پر مختصر الفاظ میں اپنا موقف اور دستور میں مجوزہ ترامیم درج کر دی ہیں۔ اگر یہ کارڈ پاکستان کے باشعور مسلمانوں کی طرف سے بڑی تعداد میں وزیر اعظم تک پہنچیں گے تو نہ صرف یہ کہ میاں نواز شریف اور ان کی کابینہ کو اس معاملے کی اہمیت کا اندازہ ہو گا بلکہ اس بات کا اندازہ بھی ہو گا کہ اس ملک کے عوام کی ایک بڑی تعداد فی الواقع اسلامی نظام کے قیام یا یوں کہئے کہ نظام خلافت کے احیاء کی شدت کے ساتھ آرزومند ہے اور اگر وزیر اعظم پاکستان اس جانب مثبت پیش رفت کرتے ہیں تو مسلمانان پاکستان تمام فرقہ وارانہ اختلافات کو بھلا کر بھرپور طور پر ان کا ساتھ دیں گے اور یوں اگر اللہ نے چاہا تو قیام پاکستان کے پچاس برس بعد ایک مثالی اسلامی ریاست کے قیام کا وہ خواب ایک حقیقت بن کر سامنے آ جائے گا جو کبھی علامہ اقبال اور قائد اعظم نے دیکھا تھا۔

عزیزان محترم! ہماری درخواست ہے کہ آپ حضرات پورے جذبہ ایمانی کے ساتھ اس مطالباتی مہم میں ہمارا ساتھ دیں۔ اپنے نام اور پتے کے ساتھ مذکورہ پوسٹ کارڈ اور ٹیلی گرام وزیر اعظم پاکستان کے نام بھیجئے اور اس کار خیر میں اپنا حصہ ڈالئے۔ یہ پوسٹ کارڈ اور ٹیلی گرام تنظیم اسلامی کے حلقہ جاتی اور مقامی دفاتر سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

○ ○ ○

ہائی سکول کی تعلیم کے دوران ترجمہ قرآن کی تدریس مفید کی بجائے مضر ثابت ہو گی!

اس کی بجائے

اگر حکومت واقعتاً سنجیدہ ہے تو:

۱) پرائمری کے دوران پورے قرآن کی ناظرہ تلاوت مع تجوید،
۲) ہائی سکول کے دوران عربی زبان کی لازمی تدریس ـــــ اور قرآن حکیم کے ایسے منتخب مقامات کا ترجمہ جو ایمانیات، اخلاقیات اور عبادات کے علاوہ دعوت الی الخیر اور جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب پر مشتمل ہوں۔
۳) بی اے کے چار سال کے دوران پورے قرآن کا ترجمہ، اور
۴) ایم اے کے ساتھ متعلقہ مضمون سے مناسبت رکھنے والی سورتوں اور متعلق آیات کی تفسیر

کا اہتمام کرے! "ہاں بھلا کر ترا بھلا ہو گا!
اور درویش کی صدا کیا ہے!!"

پاکستان میں انسداد سود کی کوششوں کی تاریخ

۱) کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی کا فیصلہ (ruling) 23-12-1969

اس فیصلے میں ہر نوع کے "interest" کو "ربا" قرار دیا گیا ہے چاہے قرض کا مقصد، شرح اور مدت کچھ بھی ہو اور فریقین کوئی بھی ہوں۔

۲) کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی کو 77-9-29 کا صدارتی حکم:

اس میں کونسل کو حکم دیا گیا کہ وہ غیر سودی اسلامی معیشت کے خدوخال پر مبنی رپورٹ تیار کرے۔ کونسل نے اس مقصد کے لئے ماہرین کا ایک پینل تشکیل دیا جنہوں نے اپنی رپورٹ بنائی۔ کونسل نے اس رپورٹ کا جائزہ لے کر اس میں ضروری ترمیمات کر کے اپنی ایک الگ رپورٹ تیار کی اور 80-6-13 کو جاری کر دی۔ یہ ایک بہت اہم اور غیر سودی مالیات پر ابتدائی اعتبار سے نہایت مفید دستاویز ہے۔ یہ رپورٹ غیر سودی مالیات کے ضمن میں ایک مکمل خاکہ (blueprint) مہیا کرتی ہے اور اس میں تجارتی اور صنعتی مقاصد کے لئے سرمایہ کی فراہمی کے لئے بارہ متبادل صورتیں (alternative modes of financing) بھی تجویز کی گئیں ہیں۔

(نوٹ: یہ رپورٹ اواخر ۸۰ء تک وزارت خزانہ کے "سرد خانے" میں پڑی رہی۔ یہاں تک کی اس کی اشاعت عام پر بھی پابندی لگی رہی اور اس کی "رہائی" اور طباعت و اشاعت کی اجازت کا مرحلہ اس وقت طے ہو سکا جب اس وقت کے آئیڈیالوجی کونسل کے چیئرمین جناب جسٹس (ر) تنزیل الرحمن صاحب نے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب سے اس کی شکایت کی۔ واضح رہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف جو اس وقت جنرل ضیاء الحق کی نامزد مجلس شوریٰ کے رکن تھے۔ چنانچہ ان کے پرزور اصرار پر جنرل صاحب نے اس رپورٹ کی طباعت کی اجازت مرحمت فرمائی!)

۳) سٹیٹ بینک کا حکم نامہ برائے کمرشل بینکس 1980ء

اس حکم نامہ (circular) میں تمام کمرشل بینکوں کو ہدایت کی گئی کہ یکم جنوری ۸۱ء سے کونسل کی رپورٹ کے مطابق اپنے operations کو اسلامی خطوط پر استوار کر لیں۔ یعنی آئندہ سے نہ تو interest bearing deposits قبول کریں اور نہ ہی interest bearing lending جاری کریں۔ کھاتہ داروں کے لئے پہلے سے جاری کرنٹ اکاؤنٹ کو برقرار رکھتے ہوئے saving account کی بجائے PLS اکاؤنٹ شروع کیا گیا اور تجارتی و صنعتی سرمایہ کاری (financing) کے لئے بینکوں کو مندرجہ ذیل 12 متبادل صورتوں کا پابند کیا گیا:

(i) مضاربہ (ii) مشارکہ (iii) اجارہ (iv) اجارہ واکتناع

(v) equity partication (vi) rent sharing

(vii) اشیاء کی خرید و فروخت کے لئے بیع مرابحہ کی صورت میں مارک اپ فنانسنگ

(viii) جائیداد کی خرید کے لئے buy-back معاہدات

(ix) Trade Bills

(x) Participatory Term Certificates

(xi) Service Charges کی بنیاد پر غیر سودی قرضے اور

(xii) قرض حسنہ

۴) سٹیٹ بینک کا سرکلر نمبر 13 برائے کمرشل بینکس 1984ء

اس سرکلر کے مطابق بینکوں کو اجازت دی گئی کہ وہ بیع مرابحہ کی قیود سے آزاد مارک اپ فنانسنگ کی اساس پر عام قرضے بھی جاری کر سکتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بینکوں نے مضاربہ، مشارکہ، اجارہ وغیرہ کی بنیاد پر فنانسنگ ختم کر کے ان میں سے اکثر کے لئے مارک اپ کو اختیار کر لیا اور شرعی طور پر جائز modes of financing میں بھی ایسی تبدیلیاں کر لیں اور ایسی شرائط رکھ لیں کہ ان کی شکل بگڑ کر غیر شرعی یا سودی ہو گئی۔

۵) فیڈرل شریعت کورٹ کا فیصلہ 1991ء

نومبر 91ء کے اس فیصلے کے مطابق ملکی مالیاتی نظام کے جملہ معاملات میں اور قوانین میں interest پر "الربا المحرم" کا اطلاق ہوتا ہے۔ مزید برآں "مارک اپ" کے نام پر جو نام نہاد غیر سودی فنانسنگ جاری ہے وہ بھی درحقیقت "سود" ہی ہے۔ کورٹ نے وفاقی حکومت کو ہدایت دی کہ 30 جون 92ء تک تمام سودی معاملات سے سود کو ختم کر کے غیر سودی متبادلات کو جاری کیا جائے۔ ایسا نہ کرنے کی صورت میں مذکورہ تاریخ کے بعد سودی لین دین سے متعلق تمام قوانین غیر موثر ہو جائیں گے۔

۶) فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلہ کے خلاف حکومتی اپیل

حکومت نے فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے پر عمل درآمد کے لئے ماہرین کے ذریعے بینکاری کا متبادل نظام تجویز کرنے کی مساعی شروع کرنے کے بجائے سپریم کورٹ کے اپیلیٹ بینچ میں اس فیصلے کے خلاف اپیل دائر کر

دی اور تاحال معاملہ سپریم کورٹ کے پاس pending ہے۔ اس دوران سپریم کورٹ نے ایک سوالنامے کے ذریعے ملک کے معروف علماء' اکانومسٹس اور قانون دانوں سے مختلف معاملات پر ان کی آراء اور تجاویز مانگی ہیں۔ گویا سپریم کورٹ تمام معاملات کا از سر نو جائزہ لینا چاہتی ہے۔

۷) "Commission for Islamization of the Economy"

مرکزی حکومت نے FSC کے فیصلے کے خلاف اپیل دائر کرنے کے ساتھ ساتھ متذکرہ بالا عنوان سے ایک کمیشن بھی قائم کیا جس کا سربراہ سٹیٹ بینک آف پاکستان کے گورنر ہی کو بنایا گیا۔ اس کمیشن نے جون 92ء میں ماہرین کے ایک working group کے کام پر مبنی رپورٹ (جو طبع تو ہو گئی ہے لیکن منظر عام سے غائب کر دی گئی ہے) میں یہ رائے دی کہ مارک اپ سمیت تمام قسم کے interest اصلاً ربا ہی ہیں۔

گویا اس طرح انسداد سود کی اب تک کی جملہ مساعی کا حاصل صفر ہے۔ اور اس وقت پاکستان میں بینکوں کی FINANCING کی اکثر و بیشتر اور اہم تر مدات میں تو اعلانیہ طور پر مارک اپ کا وہ اصول کار فرما ہے جو کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی' فیڈرل شریعت کورٹ' اور کمیشن فار اسلامائزیشن سب کے نزدیک "ربا" ہے۔ مزید برآں جن چند غیر سودی مدات کا آغاز کیا گیا تھا ان میں سے بعض اگرچہ بظاہر ابھی جاری ہیں' جیسے اجارہ' مشارکہ' تعمیراتی فنانسنگ اور N.I.T' ICP کی سکیمیں' ان سب کے قواعد و ضوابط میں بھی رفتہ رفتہ جو تبدیلیاں کر دی گئی ہیں ان کی بنا پر یہ سب بھی "ربا" ہی کی صورت اختیار کر چکی ہیں اور ۱۹۹۱ء میں فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے سے جو نئی تاریخ شروع ہوئی تھی اسے اپیل کے "سرد خانے" میں "منجمد" کر دیا گیا ہے!

انسداد سود کے لئے عملی اقدامات

ا) اصولی اور عمومی اقدامات

۱) دستور پاکستان میں وہ جملہ ترامیم فوری طور پر کر دی جائیں جن سے پاکستان کو کم از کم اصولی اور دستوری سطح پر اسلامی ریاست یا نظام خلافت کا درجہ حاصل ہو جائے! اس سے عوام میں عزم نو بیدار ہو گا اور ایثار اور قربانی کا قومی جذبہ پیدا ہو گا۔

۲) حکومت پاکستان سود سے متعلق فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلہ کے خلاف اپیل تو فوراً واپس لے لے البتہ اس کی تنفیذ کے لئے کچھ مہلت حاصل کر لے!

۳) ربا کی حرمت اور اس کی خباثت کو آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حوالے سے جملہ ذرائع ابلاغ کے ذریعے عام کیا جائے۔ تاکہ لوگ فرمان الٰہی : "یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوان کنتم مومنین" (البقرہ : ۲۷۸) کے مطابق سود کو چھوڑنے کے لئے نقصان برداشت کرنے کے لئے ذہناً و قلباً آمادہ ہوں۔

۴) "کمیشن فار اسلامائزیشن آف اکانومی" کو موثر بنانے کے لئے اس میں نسبتاً بڑے پیمانے پر ماہرین و علماء کو شامل کیا جائے اور انہیں اس کام کے لئے کُلّ وقتی بنیاد پر مصروف کیا جائے۔ مزید برآں انہیں وسیع تر اختیارات دیئے جائیں تاکہ وہ انسداد سود کے عمل کی نگرانی بہتر طریق پر کر سکیں۔

۵) حکومتی قرضوں کو کم کرنے کے لئے بجٹ کے خسارے کو کم کیا جائے اور اس کے لئے اخراجات میں کمی اور ٹیکسوں کے نظام کو مستعد اور حقیقت مندانہ بنایا جائے۔

۶) عدالتی نظام کو موثر اور مستعد بنایا جائے اور عام افراد کو سودی مقدمے ختم کرانے کے لئے عدالتوں میں جانے کی اجازت ہو۔ اس کے لئے سود کو ختم کرنے کی ضروری عدالتی ترمیمات درکار ہوں گی۔ یہ عمل سود کے خاتمے کے لئے built-in mechanism مہیا کرے گا۔

۷) نئے ادارے وجود میں لائے جائیں جن کے تحت شرعی طور پر جائز تجارتی لین دین کیا جا سکے۔

۸) چونکہ سرمایہ یا نقد پر "ربا" کی لعنت کو بالکلیہ اس وقت تک ختم نہیں کیا جا سکتا جب تک زراعت کو بھی "ربا" سے پاک نہ کر دیا جائے' لہٰذا جاگیرداری اور غیر حاضر زمینداری میں سے بھی غیر اسلامی عنصر کو ختم کرنے کے لئے اقدامات کا آغاز کیا جائے۔

ب) فوری اور لازمی اقدامات

۱) صوبائی اور وفاقی حکومتوں کے باہمی قرضوں نیز وفاقی حکومت کے سٹیٹ بینک سے قرضے پر سود فوری طور پر ختم کر دیا جائے۔ اس لئے کہ اس سے آمدن اور اخراجات پر مجملہ کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ یہ کام فوری کرنا چاہئے۔

۲) نیم سرکاری اداروں اور کارپوریشنوں جیسے واپڈا' ریلوے اور PTC وغیرہ کو جو قرضے حکومت نے دیئے ہیں ان کو فوری طور پر "ایکویٹی" میں تبدیل کر دیا جائے!

۳) حکومت کی بچت سکیموں کے تحت حکومتی قرضوں پر مشتمل ہر نوع کے بانڈز' سرٹیفکیٹ اور سیکیوریٹیز وغیرہ پر سود کی ادائیگی فوری طور پر بند کی جائے۔ نیز ان قرضوں کے اصل زر کی ادائیگی کے لئے مناسب لائحہ عمل کا اعلان کیا جائے۔

۴) سرکاری ملازمین کو مکان' کار یا موٹر سائیکل کی خرید کے لئے دیئے جانے والے قرضوں پر سے سود لینے اور GPF پر سود دینے

کو فوراً ساقط کر دیا جائے!

۵) بینک فنانسنگ کو حسب ذیل صورتوں میں از سر نو محدود کر دیا جائے، جیسے یکم جنوری ۸۱ء سے کیا گیا تھا:

i) شراکتی سرمایہ کاری، یعنی مضاربہ اور مشارکہ کی بنیاد پر نفع و نقصان میں شراکت۔

ii) بیع موجل، بیع سلم، بیع مرابحہ اور اجارہ (Leasing) کی بنیاد پر عقود بیع اور عقود اجارہ۔

iii) TMCL (Time Multiple Counter Loan) کی بنیاد پر قلیل اور طویل مدتی قرضے برائے صارفین، تاجرین اور حکومت۔ (تجویز کردہ شیخ محمود احمد مرحوم مصنف "سود کی متبادل اساس" انگریزی و اردو، اور ایک ضخیم کتاب "MAN AND MONEY" جو ابھی زیر طبع ہے!)

iv) قرضہ حسنہ برائے صارفین و حکومت

۶) بین الاقوامی سودی قرضوں کی ایڈجسٹمنٹ کے لئے Debt-Equity Swap کا طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے (اس طریقے میں غیر ملکی حکومتوں / اداروں کو اس بات کی اجازت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے واجب الوصول قرضوں کے عوض ملک کے اندر حقیقی سرمایہ کاری کریں جس کے لئے حکومت انہیں لوکل کرنسی میں رقم مہیا کرنے اور ان کے منافع کی ادائیگی زرمبادلہ کی صورت میں کرنے کی ضمانت دیتی ہے)۔ اس کے لئے Latin American ممالک کا تجربہ مفید ہوگا۔

۷) تجارتی بینکوں کے لئے اجازت ہو کہ وہ 'real investment' اور trading وغیرہ کے شعبوں میں بھی سرمایہ کاری کر سکیں۔ اس میں نہ کوئی شرعی قباحت آڑے آتی ہے اور نہ ہی کوئی دوسری مشکل ہے۔

۸) سٹاک مارکیٹ میں سٹہ بازی کی صریح ممانعت ہو اور حصص کی صرف حقیقی خرید و فروخت کی اجازت دی جائے۔

۹) بینکوں کے آڈٹ کا شرعی اعتبار سے ایک اضافی محکم نظام قائم کیا جائے۔

۱۰) "قرض اتارو اور ملک سنوارو مہم" میں سے پہلی دو صورتوں کو برقرار رکھتے ہوئے تیسری یعنی "بچت اکاؤنٹ" کو فوراً ختم کیا جائے۔ اور اس کی بجائے زکوٰۃ وصول کی جائے جس کے ضمن میں یہ ضمانت دی جائے کہ یہ صرف اور صرف اور براہ راست ملکی قرضے کی ادائیگی میں صرف ہوگی!

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا
(العنکبوت)

ہفتہ وار تعطیل کے ضمن میں ہمارا موقف

یہ ہے کہ:

۱) کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی رو سے کوئی ہفتہ وار تعطیل ہرگز لازمی نہیں۔ صرف جمعہ کے روز نماز جمعہ کی اذان سے نماز کی ادائیگی تک کے وقفے کے دوران ہر نوع کا کاروبار دنیوی مطلقاً حرام ہے!

۲) کتاب و سنت ہی کے بعض اشارات کی رو سے جمعہ کے دن نصف اول کی رخصت "مستحب" قرار پاسکتی ہے نہ کہ نصف ثانی کی!

۳) ہماری حکومت اگر ایک دن کی رخصت آرام کے لئے اور نصف یوم کی رخصت جمعہ کا حق ادا کرنے کے لئے دینا چاہتی ہے تو موزوں یہ ہوگا کہ جمعہ کو ایک بجے تک رخصت ہو تاکہ وعظ اور تعلیم و تذکیر زوال سے بھی پہلے ہو جائے اور حرمین شریفین کی طرح زوال کے فوراً بعد اول و افضل وقت میں نماز جمعہ ادا کر کے لوگ دفاتر وغیرہ کو پہنچ جائیں۔ واضح رہے کہ مغربی دنیا کے ساتھ کاروباری اور مالیاتی روابط کا اگر کوئی امکان ہے تو جمعہ کی سہ پہر سے رات گئے تک ہی ہے۔ جمعہ کے نصف اول کے دوران بالکل نہیں! (اس لئے کہ وہاں دفاتر وغیرہ ابھی کھلے ہی نہیں ہوں گے۔)

۴) اس صورت میں مکمل تعطیل جمعہ کی ہو یا اتوار کی کوئی فرق نہیں پڑتا۔

۵) البتہ اگر حکومت جمعہ کے دن دوپہر کے بعد ہی چھٹی دے دے، صرف ہو تو ہفتہ وار تعطیل بجائے اتوار کے ہفتہ کے روز ہو تاکہ لوگوں کو ڈیڑھ دن مسلسل مل جائے اور جن لوگوں کو خاندانی ضرورتوں کے تحت آس پاس کے شہروں کے سفر کرنے ہوں انہیں سہولت حاصل ہو جائے ورنہ جمعہ کی شام رخصت کے ساتھ اتوار کی مکمل تعطیل کی صورت میں ہفتہ کے روز یا تو لوگ بکثرت رخصت لیں گے یا دفاتر میں حاضری ہو بھی تو بہت کم اور نیم دلی کے ساتھ!

امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان

ڈاکٹر اسرار احمد

کی کتب و تصانیف، اور دروس و تقاریر کی

آڈیو، ویڈیو کیسٹس

کی مکمل فہرست کا نیا ایڈیشن

فہرست 1997ء

شائع ہو گئی ہے اور مکتبہ انجمن سے حاصل کی جا سکتی ہے

انتظامی معاملات کے بارے میں

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے حکومت کو چند اہم مشورے اور تجاویز

جن کا تعلق بھی بالواسطہ دین کے ساتھ جڑتا ہے

(ماخوذ از خطاب جمعہ ۱۴ فروری ۹۷ء)

i) مردم شماری فوراً ہونی چاہئے

ان میں سب سے پہلا کام یہ ہے کہ مردم شماری فوراً ہونی چاہئے۔ یہ معاملہ بہت عرصے سے رکا ہوا ہے۔ مزید برآں یہ کہ مردم شماری میں بھی اور پھر شناختی کارڈ میں بھی مذہب کا خانہ ہونا چاہئے اور مسلمان کے نام کے ساتھ اس کا مسلک بھی درج ہونا چاہئے' تاکہ معلوم تو ہو کہ اس ملک میں مختلف فقہوں کے ماننے والے کتنے ہیں۔ اس لئے کہ اسلام کا نفاذ اس ملک کا مقدر ہے' یہ تقدیر مبرم ہے کہ اسلام یہاں آئے گا' اور جب آئے گا تو ظاہر ہے کہ پرسنل لا میں تمام مسالک کے پیروکاروں کو مکمل آزادی دینا ہوگی۔ لہٰذا معلوم ہونا چاہئے کہ کتنے حنفی ہیں' کتنے اہل حدیث ہیں' کتنے فقہ جعفریہ کے ماننے والے ہیں' تاکہ ہر مسلک کے علماء کے الگ بورڈ بنائے جا سکیں۔ میں نے ۱۹۸۰ء میں علماء کنونشن میں تقریر کی تھی کہ اس کی عملی شکل کیا ہوگی۔ میری رائے میں ریاستی سطح پر پبلک لاء صرف قرآن و سنت (اگرچہ سنت رسولؐ کا ماخذ اہل سنت کا معتمد علیہ ذخیرہ احادیث ہی ہوگا) کا ہونا چاہئے' کسی مخصوص فقہ کا نہ ہو۔ لیکن پرسنل لا میں ہر فقہ کو مکمل آزادی دی جائے۔ اس کے لئے ضروری ہوگا کہ ہر فقہ سے تعلق رکھنے والے علماء کے بورڈز ہوں' جن کو refer کیا جا سکے۔ اور وہ فیصلہ کریں کہ ہماری فقہ کی رو سے اس مسئلہ کا کیا حل ہے۔ یہ عملی شکل اختیار کرنا پڑے گی۔ آئیڈیل شکل تو یہی ہے کہ مسالک اور فرقے باقی نہ رہیں' لیکن یہ کم از کم جلد ہونے والی بات نہیں ہے۔

ii) حقیقی صدارتی نظام کا نفاذ

دوسرے یہ کہ اس ملک میں حقیقی معنوں میں صدارتی اور فیڈرل نظام قائم کیا جائے۔ لیکن اس کے لئے دستور میں واضح طور پر ترمیم ہو' اور پھر پورے ملک میں براہ راست صدارتی انتخاب کے ذریعے صدر منتخب کیا جائے۔ یہ کام ہرگز Back Door سے نہیں ہونا چاہئے۔ حکم قرآنی ہے: "واتوا البیوت من ابوابھا" یعنی گھروں میں ان کے دروازوں سے داخل ہو' پچھواڑے سے نہیں۔

iii) نئے صوبوں کی تشکیل

تیسرے یہ کہ چھوٹے صوبے بنائے جائیں جو متوازن ہوں اور ان میں جغرافیائی و انتظامی عوامل کے ساتھ ساتھ لسانی و ثقافتی عوامل کو بھی پیش نظر رکھا جائے۔

iv) نیشنل سیکورٹی کونسل کا خاتمہ

چوتھی بات یہ ہے کہ کونسل برائے دفاع و قومی سلامتی (CDNS) کا فوری خاتمہ ہونا چاہئے۔ ملک کے انتظامی اور اندرونی معاملات میں فوج کا کوئی عمل دخل نہیں ہونا چاہئے۔ اب پارلیمنٹ یقیناً اس پوزیشن میں ہے کہ وہ assert کر سکتی ہے کہ یہ جو CDNS کے ذریعے پچیس فیصد مارشل لاء لگ گیا ہے' ۵۸(۲) ب کے ذریعے ۲۵ فیصد صدارتی نظام ہے' اور باقی پچاس فیصد پارلیمانی نظام ہے' تو یہ ایک چوں چوں کا مربہ بن گیا ہے اسے ختم ہونا چاہئے۔

v) دینی اور دنیاوی تعلیم کے فرق کا خاتمہ

پانچویں نمبر پر نظام تعلیم کا مسئلہ ہے۔ ہمارا ہدف تو یہ ہونا چاہئے کہ دینی اور دنیوی تعلیم کا فرق بالکل ختم ہو جائے اور دونوں یکجا کئے جائیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ ایک دن میں کرنے کا کام نہیں ہے۔ البتہ ہدف معین ہو سکتا ہے۔ فوری طور پر یہ کام کیا جا سکتا ہے کہ پرائمری تعلیم کے دوران ناظرہ قرآن پڑھانے کا کام مکمل ہو جائے اور ہائی سکول کی تعلیم کے دوران عربی زبان کی تعلیم لازمی کی جائے۔ اس لئے کہ ناظرہ قرآن

پڑھنے سے تو بات نہیں بنتی جب تک اسے سمجھنے کی صلاحیت بھی حاصل نہ ہو۔ عربی کا فہم ہو جائے تو بچہ خود بعد میں قرآن سمجھ لے گا۔ ورنہ آپ ترجمہ پڑھائیں گے تو وہ طوطے کی طرح پڑھانے کا معاملہ ہوگا جس کا کوئی فائدہ نہیں۔ ہائی سکول کے دوران وقتی عربی سکھائی جاسکتی ہے کہ اگرچہ طالب علم VOCABULARY کے لئے تو کسی لغت کو consult کرنا پڑے گا لیکن اکثر و بیشتر خود سمجھ لے گا۔

vi) عدلیہ اور انتظامیہ میں کامل علیحدگی

نمبر چھ یہ کہ نائب تحصیلدار کی سطح تک عدلیہ اور انتظامیہ کی کامل علیحدگی کی جائے۔

vii) ہر قسم کے صوابدیدی اور ترقیاتی فنڈز کا خاتمہ

ساتویں بات یہ کہ حکمرانوں کے پاس جو صوابدیدی فنڈز ہیں' اور جو ملکی خزانے کو لوٹنے اور سیاسی رشوتوں کا سب سے بڑا ذریعہ بن گئے ہیں' نیز قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے ارکان کے لئے ترقیاتی فنڈز ہیں ان سب کا خاتمہ کیا جائے۔

viii) علاقہ غیر اور آزاد قبائل کی جداگانہ حیثیت کا خاتمہ

نمبر آٹھ یہ کہ علاقہ غیر یا آزاد قبائل کی علیحدہ حیثیت ختم کی جائے۔ صدر لغاری صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ایک قدم اٹھایا اور بالغ رائے دہی کا اصول اس علاقے میں بھی نافذ کر دیا گیا۔ اس طرح گویا Integration کی طرف ایک قدم تو اٹھالیا گیا۔ اب اس سلسلے میں اگلا قدم اٹھانا چاہئے اور اس معاملے کو منطقی انتہا تک پہنچانا چاہئے۔ اس لئے کہ وہ کوئی علیحدہ ملک نہیں ہے۔ اگر وہ آزاد قبائل ہیں تو کیا باقی پاکستان محکوم ہے؟۔

ix) معاف شدہ قرضوں کی وصولی

نمبر نو یہ کہ بنکوں کے معاف شدہ قرضوں کی از سر نو بازیافت کی کوشش کی جائے۔ یہ سب اس ملک کی عوام کی دولت ہے' جس کے معاف کرنے کا حق اگر ہے تو وہ عوام کو ہے' کسی اور کو نہیں ہے۔ اس سلسلے میں جبر بھی کیا جاسکتا ہے اور ان کی جائیدادیں قرقی یا نیلام بھی کی جاسکتی ہیں۔ حمید گل صاحب کے حوالے سے ایک صاحب نے مجھے بتایا کہ ان کے قول کے مطابق ایک سو تیس ارب روپیہ ان نادہندگان کے ذمہ ہے جبکہ ہمارا کل بیرونی قرضہ ۱۲۵ ارب ہے۔ اگر یہ تمام قرضے وصول ہو جائیں تو پانچ ارب پھر بھی بچ جائیں گے۔

x) اسلامی نقطہ نظر سے ذرائع ابلاغ کی تطہیر

نمبر دس یہ ہے کہ ذرائع ابلاغ اپنا قبلہ درست کریں۔ پاکستان ٹیلی ویژن پر ضیاء الحق صاحب کے دور میں جو پابندیاں عائد کی گئی تھیں' نواز شریف صاحب اپنے سیاسی سرپرست کی پیروی میں کم از کم ان پابندیوں کو تو فوراً نافذ کریں۔ اس کے علاوہ ڈش انٹینا پر پابندی ہو' اور اس کے ذریعے جو اچھے بیرونی پروگرام آتے ہیں وہ خود پی ٹی وی نشر کرے۔ خاص طور پر بھارت کی نشریات کو تو کسی طرح Jam کیا جاسکتا ہو تو لازماً کیا جائے' اس لئے کہ یہ ہم پر ثقافتی یلغار ہے۔ اس سلسلے میں مانیکا گاندھی سے جو الفاظ منسوب کئے گئے ہیں وہ میرے کانوں میں گونجتے رہتے ہیں کہ "ہم ثقافتی سطح پر تو پاکستان کو فتح کر ہی چکے ہیں!"۔ واقعہ یہ ہے کہ جو کچھ بسنت کے موقع پر ہوتا ہے' یہ سب ثقافتی سطح پر پاکستان کو فتح کئے جانے کی واضح علامت ہے۔ اس کے علاوہ اس سے بجلی کا نظام خراب ہوتا ہے' لاکھوں کروڑوں روپے ضائع کئے جاتے ہیں۔ ایک غریب اور مقروض ملک میں یہ ہو رہا ہے' اس میں کم از کم یہی پابندی لگا دی جائے کہ آبادیوں میں پتنگ بازی نہیں ہو سکتی' اور جسے بھی پتنگ بازی کے مقابلے کرنا ہیں کھلے میدانوں میں جا کر کرے' جہاں کم از کم بجلی کے تاروں کا معاملہ تو نہ ہو۔

"ہمارا مطالبہ ہماری اپیل: دستور خلافت کی تکمیل"

پہلی جنگ عظیم کے بعد

صیہونیت اور اس کی آلہ کار وہائٹ اینگلو سیکسن اقوام (WASP) کی تنسیخ خلافت کی مساعی کے خلاف

عظیم احتجاجی "تحریک خلافت"

پورے عالم اسلام میں صرف برعظیم پاک و ہند کے مسلمانوں نے حضرت شیخ الہندؒ، مولانا ابو الکلام آزاد، اور علی برادران کی ولولہ انگیز قیادت میں چلائی جس کی شدت و وحدت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس میں مسلمانوں کے شانہ بشانہ ہندو بھی شریک ہوئے لیکن اس پر اوس اس وقت پڑ گئی جب خود

مصطفیٰ کمال پاشا

نے تنسیخ خلافت کا اعلان کر دیا

جس پر علامہ اقبال کو بصد حسرت و یاس کہنا پڑا:

چاک کر دی ترک ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی اپنوں کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ!

☆

۱۹۲۴ء کی تنسیخ خلافت کے بعد ۱۹۹۱ء میں
امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان

ڈاکٹر اسرار احمد

نے جملہ مسلمانان برعظیم کی نصف صدی پر محیط مساعی، جو علامہ اقبال کی فکری اور قائداعظم کی سیاسی رہنمائی میں کی گئیں، کی حاصل سلطنت خداداد پاکستان میں خلافت کے احیاء کے لئے "تحریک خلافت پاکستان" کے آغاز کا اعلان کیا جس کے لئے اس عرصہ میں پاکستان کے پورے طول و عرض میں جلسہ ہائے خلافت کے علاوہ پاکستان کے تمام بڑے شہروں میں تین یا چار روزہ "خطبات خلافت" بھی دیئے جن کا آغاز خالق دینا ہال کراچی سے ہوا تھا جہاں تحریک خلافت کے قائدین کے خلاف مقدمہ چلایا گیا تھا--- اور اختتام لاہور میں ہوا جہاں ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی تھی

الحمد للہ کہ اب یہ

خطبات خلافت

کتابی صورت میں شائع ہو گئے ہیں

تا کہ پاکستان کا ذہین و فہیم طبقہ بھی علامہ اقبال کے اس شعر کے مطابق کہ:

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

___ کے مطابق اپنے شایان شان کردار ادا کر سکے! ___

نیز یہ سعادت بھی ڈاکٹر اسرار احمد ہی کو عطا ہوئی کہ انہوں نے ۱۹۲۴ء کی تنسیخ کے بعد ۱۹۶۹ء تک رباط میں اسلامی سربراہی کانفرنس کے انعقاد تک کی تاریخ کی روداد کو جس میں "آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس" (OIC) قائم ہوئی، (جس کا ایک سربراہی اجلاس ابھی اسلام آباد میں ہوا ہے)

جناب عمران این حسین کی تالیف

استنبول سے رباط تک

کے عنوان سے شائع کیا۔

پاکستان کی گولڈن جوبلی منانے والو!

بالخصوص اراکین پارلیمنٹ!!

پہلے پاکستان کا قبلہ تو سیدھا کرلو!

یعنی

اولاً : دستور پاکستان میں حسب ذیل ترامیم فوراً کروالو کہ :

۱) دفعہ ۲ کی شق (الف) یعنی "قرارداد مقاصد" کے ضمن میں یہ صراحت کہ یہ پورے دستور پر حاوی ہو گی!

۲) اسی دفعہ میں شق (ب) کا یہ اضافہ کہ : "پاکستان میں کسی بھی سطح پر کوئی قانون سازی کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے منافی نہیں کی جاسکے گی"

۳) فیڈرل شریعت کورٹ پر دستور پاکستان' عدالتی قوانین اور مسلم پرسنل لاء کے ضمن میں عائد شدہ پابندیوں کا خاتمہ!

۴) فیڈرل شریعت کورٹ کے جج صاحبان کی شرائط و قواعد ملازمت کی سطح ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے مساوی ہو۔

ثانیاً : پاکستانی معیشت کو سود سے پاک کرکے اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف جنگ فوری طور پر بند کردو!

ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ

پہلے ۲۵ ویں سال کے دوران تو ملک دولخت ہو گیا تھا۔ اب مزید ۲۵ سال پورے ہونے پر کوئی زیادہ بڑا عذاب مسلط ہو جائے' —— معاذاللہ!

ع "حذر اے چیرہ دستاں' سخت ہیں فطرت کی تعزیریں!"

الداعی الی الخیر : اسرار احمد

صدر انجمن خدام القرآن ○ امیر تنظیم اسلامی ○ داعی تحریک خلافت پاکستان

"تکمیل دستور خلافت" کے مطالبہ پر مشتمل

اخباری اشتہار جو ۲۳/مارچ کو یوم پاکستان کے موقع پر روزنامہ "جنگ" (لاہور)' "نوائے وقت" (لاہور / راولپنڈی)' "خبریں" (لاہور / راولپنڈی)' اور روزنامہ "دن" لاہور کے علاوہ "The Nation" لاہور میں بھی شائع ہوا۔

امیر محترم سے ملاقات

کے خواہشمند رفقاء متوجہ ہوں

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد ظلہ ۶/اپریل کو بعد نماز عصر سے قبل از نماز عشاء اور ۷/اپریل کو صبح ۹ بجے سے ایک بجے دوپہر تک رفقاء سے ملاقات کے لئے خصوصی طور پر اپنے دفتر قرآن اکیڈمی K-36 ماڈل ٹاؤن میں موجود رہیں گے۔

بقیہ : قرارداد مقاصد کی عملی حیثیت

قبل نصرت بھٹو کیس ۱۹۷۷ء میں نظریہ ضرورت کے تحت بانداز خسروانہ ایک فرد واحد کو دستور میں ترمیم کرنے کا اختیار عطا فرمایا تھا اور چند سال قبل قزلباش وقف کیس ۱۹۸۹ء میں وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف اپیل منظور کرتے ہوئے سپریم کورٹ (شریعت اپیلیٹ بینچ) نے ۱۹۷۲ء اور ۱۹۷۷ء کی زرعی اصلاحات کو جن کے تحت اراضی کی ملکیتی حد مقرر کی گئی تھی اسلام کے منافی قرار دیتے ہوئے یہ تسلیم کیا کہ اس فیصلہ کے نتیجہ میں آرٹیکل ۲۵۳ متاثر ہو گا اور اس طرح ملک میں جاگیردارانہ نظام کو دوام حاصل ہو گیا۔

بات دراصل یہ ہے کہ ہماری عدلیہ (بحیثیت مجموعی) جس کی تعلیم و تربیت مغربی قانون کے تحت ہوئی ہے اور پیپلز پارٹی جو بنیادی طور پر سیکولرازم کی حامی ہے ابھی تک اسلامائزیشن بذریعہ عدالت کے عمل سے مکمل ذہنی ہم آہنگی کا مظاہرہ کا کرنے میں ناکام رہی ہے۔ ہماری مقننہ کا جو حال ہے وہ "عیاں راچہ بیاں" کے مصداق کسی تشریح کا محتاج نہیں اور اب تک عدالتی ذریعہ سے اسلامائزیشن کا عمل کئی سال سے رکا ہوا ہے اور ہمارے "ایٹمی پروگرام" کی طرح منجمد ہے۔ شاید اس لئے کہ امریکی اور مغربی طاقتوں کی نظر میں "نفاذ شریعت" یعنی اسلام کسی ایٹم بم سے کم نہیں۔

PRESS RELEASE

CONSTITUTION SHOULD BE AMENDED TO MAKE PAKISTAN AN ISLAMIC STATE. DR. ISRAR AHMAD

Lahore (March 21) Press Release: The Sovereignty of Almighty Allah has already been incorporated in our Constitution through the Objectives Resolution, but we now need to include the total and unconditional supremacy of the Qur'an and Sunnah as well, to make ours a completely Islamic Constitution. This was stated by Dr. Israr Ahmad, the Ameer of Tanzeem-e-Islami, while addressing a Friday Congregation in Darussalam Mosque at Bagh-e-Jinnah (Lahore).

Paying rich tribute to Maulana Sayyid Abul A'la Maududi and Allama Shabbir Ahmad Usmani, Dr. Israr Ahmad said that we should be grateful to these two scholars for the services rendered by them in making possible the adoption of Objectives Resolution. He said that the secular elements often try to inculcate doubts and misgivings in the minds of the people by saying that Islam cannot be implemented because of the differences and disagreements among the Ulama. This impression was effectively dispelled when 31 Ulama, belonging to various schools of thought, presented unanimously twenty-two Constitutional points in 1950.

Dr. Israr Ahmad said that the Objectives Resolution has been made an operative part of the Constitution as article 2 (A) by former President Zia ul Haq. However, as a result of an oversight, the preponderance of the Objectives Resolution was not clarified in the Constitution which led to an ambiguous situation, as reflected in a number of High Court and Supreme Court judgments. He demanded that it should now be clearly stated in the article 2 (A) that the Objectives Resolution shall take precedence over the whole Constitution. Alternatively, all clauses that are in opposition to the Objectives Resolution should be removed from the Constitution.

Dr. Israr Ahmad said that the Sovereignty of Almighty Allah, contained in article 2 (A), can be practically implemented only through the acceptance of the total and unconditional supremacy of the Qur'an and Sunnah. We already have this imperative in the form of article 227 of the Constitution, according to which "All existing laws shall be brought in conformity with the injunctions of Islam as laid down in the Holy Qur'an and Sunnah, in this Part referred to as the injunctions of Islam, and no law shall be enacted which is repugnant to such injunctions." However, the second part of this article says that "Effect shall be given to the provisions of clause (1) only in the manner provided in this Part." The circuitous procedure suggested in Part IX of the Constitution for the process of Islamization, however, is totally ineffectual and unproductive. Dr. Israr Ahmad said that the wordings of article 227 (1) should be incorporated as article 2 (B) of the Constitution. He said that instead of the procedure suggested in Part IX, which is based on recommendations of the Council of Islamic Ideology (C.I.I.), Islamization should be done on the basis of the judgments of the Federal Shari'at Court. Dr. Israr Ahmad explained that the Federal Shari'at Court would not do any legislation which is the prerogative of the Parliament, but would only decide as to which law is partially or totally repugnant to the Qur'an and Sunnah. The Ameer of Tanzeem-e-Islami reiterated his view that the Federal Shari'at Court is the right forum where un-Islamic laws can be challenged and their correct position from an Islamic perspective can be decided.

Dr. Israr Ahmad said that the restrictions on the Federal Shari'at Court concerning the Constitution of Pakistan, Muslim Personal Law, and judicial laws should be immediately revoked. Moreover, the status of the judges of the Federal Shari'at Court should be made secure — just like that of the judges of High Court and Supreme Court — so as to enable them to work without any pressure. He also demanded that the government's appeal against the Federal Shari'at Court's judgment (that bank interest is riba), which is currently pending in the Shari'at Appellate Bench of the Supreme Court, should be withdrawn and the government should request the Court for a respite of one year so that an alternate riba-free economic system can be developed and implemented. Implementation of the State Bank of Pakistan's circular of 1980 can be the first step in this direction.

Dr. Israr Ahmad said that if we can take these bold steps, Pakistan would become an Islamic State on a Constitutional level. If we can strengthen our Islamic ideological foundations then steps like trade with India and a compromise on Kashmir cannot hurt us. Dr. Israr said that the Kashmir problem is part of the unfinished agenda of independence, and it should be solved using the same formula by which the Punjab and Bengal were divided; that is to say, the Muslim majority areas should go to Pakistan and the non-Muslim majority areas to India. He said that taking these steps without first developing our own Islamic identity would, however, be suicidal. Dr. Israr Ahmad said Islam provides the only rationale for Pakistan, and it is imperative that the people should let the government know of their strong desire for the implementation of the Islamic System in this country. He urged all the well-wishers of Islam to send letters, post-cards, and telegrams to the President, Prime Minister, and the Speaker National Assembly, asking them to incorporate the suggested amendments in the Constitution.

Concerning the controversy over weakly holiday, Dr. Israr Ahmad said that it would not be *Haram* even if Friday is declared a working day with only two hour interval for the Friday Prayers. He said that if Friday is to be a half-day, then it would be better if we have first-half off instead of second-half, so that people can spend the morning in preparing for the Prayers. If it is decided that one and-a-half days should be off every weak, then Saturday would be a better choice than Sunday, because in that case people can get their one and-a-half days off consecutively.

Regarding the prohibition on Wedding parties, Dr. Israr Ahmad said that the Holy Prophet (Peace be upon him) has encouraged the Muslims to have their *Nikah* ceremonies in the mosques, and therefore this should be implemented by the government. There should be no lunch or dinner party from the bride's side. Dr. Israr Ahmad said that as the Holy Prophet (Peace be upon him) has strongly advised the groom to have a *Waleema*, the government should not prohibit such parties, though the restriction of serving only a single dish can be strictly enforced.

(Prepared by Dr. Ahmad Afzal)

WEEKLY "NIDA-E-KHILAFAT" LAHORE
36-K, Model Town Lahore- 54700 Regd:No L.127

”قرارداد مقاصد“ کا متن

جو دستور پاکستان میں پہلے صرف دیباچے کی حیثیت سے شامل تھا' اور اب باقاعدہ دفعہ ۲ الف کی حیثیت سے دستور کا جزو لاینفک ہے

(In the name of Allah, the most Beneficent, the most Merciful.)

Preamble _Whereas sovereignty over the entire Universe belongs to Almighty Allah alone, and the authority to be exercised by the people of Pakistan within the limits prescribed by Him is a sacred trust;

And whereas it is the will of the people of Pakistan to establish an order:

Wherein the State shall exercise its powers and authority through the chosen representatives of the people;

Wherein the principles of democracy, freedom, equality, tolerance and social justice, as enunciated by Islam, shall be fully observed;

Wherein the Muslims shall be enabled to order their lives in the individual and collective spheres in accordance with the teachings and requirements of Islam as set out in the Holy Quran and Sunnah;

Wherein adequate provisions shall be made for the minorities freely to profess and practise their religions and develop their cultures;

Wherein the territories now included in or in accession with Pakistan and such other territories as may hereafter be included in or accede to Pakistan shall form a Federation wherein the units will be autonomous with such boundaries and limitations on their powers and authority as may be prescribed;

Wherein shall be guaranteed fundamental rights, including equality of status, of opportunity and before law, social, economic and political justice, and freedom of thought, expression, belief, faith, worship and association, subject to law and public morality;

Wherein adequate provision shall be made to safeguard the legitimate interests of minorities and backward and depressed classes;

Wherein the independence of the judiciary shall be fully secured;

Wherein the integrity of the territories of the Federation, its independence and all its rights, including its sovereign rights on land, sea and air, shall be safeguarded;

So that the people of Pakistan may prosper and attain their rightful and honoured place amongst the nations of the World and make their full contribution towards international peace and progress and happiness of humanity:

Now, therefore, we, the people of Pakistan,

Cognizant of our responsibility before Almighty Allah and men;

Cognizant of the sacrifices made by the people in the cause of Pakistan;

Faithful to the declaration made by the Founder of Pakistan, Quaid-i-Azam Muhammad Ali Jinnah, that Pakistan would be a democratic State based on Islamic principles of social justice;

Dedicated to the preservation of democracy achieved by the unremitting struggle of the people against oppression and tyranny;

Inspired by the resolve to protect our national and political unity and solidarity by creating an egalitarian society through a new order;

Do hereby, through our representatives in the National Assembly, adopt, enact and give to ourselves, this Constitution.